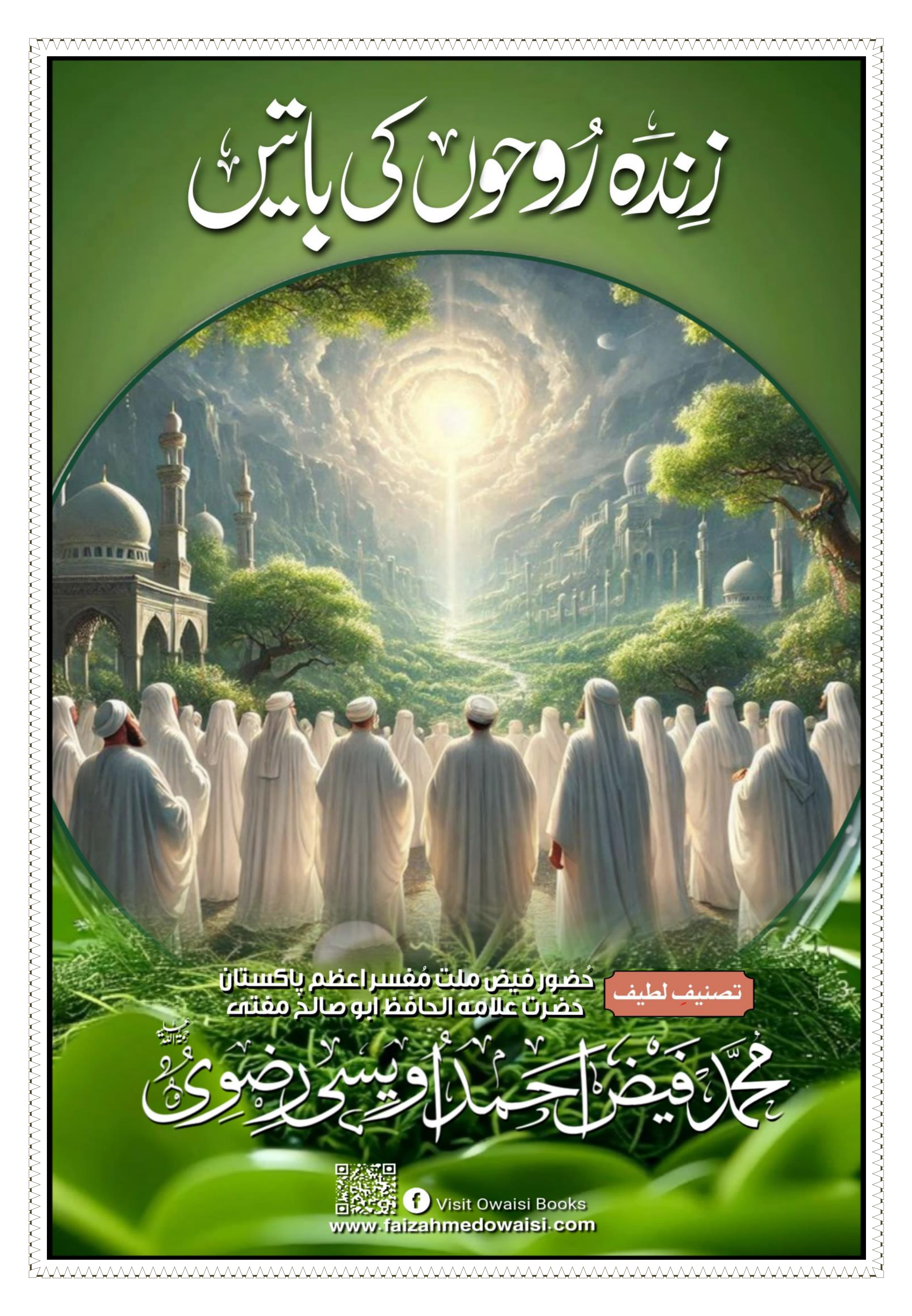

زندہ روحوں کی باتیں
تصنیفِ لطیف
حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! اہلسنّت کے نزدیک ارواحِ انسان مرنے کے بعد مِٹ نہیں جاتیں بلکہ حسبِ دستور زندہ ہوتی ہیں اِسی لئے اہلسنّت کے نزدیک موت کی تعریف میں ہے: هُوَ اِنۡقِطَاعُ الرُّوۡحِ عَنِ الۡجَسَدِ. **ترجمہ**: روح کا جسم سے علیحدہ ہونا۔

اور فرمایا سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے: اَلۡمَوۡتُ لَيۡسَ بِفَنَاءٍ مَحۡضٍ، بَلۡ هُوَ انۡتِقَالٌ مِنۡ مَكَانٍ إِلَى مَكَانٍ آخَرَ.

(تذکرہ قرطبی، شرح الصدر اور کتاب الروح لابن القیم، تذکرۃ الموتی قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حیوۃ الموات للشاہ احمد رضا محدث بریلوی وغیرہ نے اِس موضوع پر خوب لکھا ہے۔)

اہلِ سنّت کے برعکس معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد روح فنا (ختم) ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اُن کے نزدیک برزخ (مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کا عالم) کوئی شے نہیں۔ یہ اُنہی کے اُصول (نظریے) پر ہے کہ مرنے کے بعد نہ مردے کو ہم فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ مردہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اِسی لیے وہ ایصالِ ثواب (مردے کو نیکیوں کا ہدیہ بھیجنے)، مردے کے سماع (سننے کی طاقت) اور تصرّف (کسی چیز پر اختیار) وغیرہ اور اُس کی برزخی زندگی کے قائل (ماننے والے) نہ تھے۔ قُدمائے اہلِ سنّت (پہلے زمانے کے اہلِ سنّت کے علما) نے اُن کی تردید (ردّ) میں بڑے قوی اور مضبوط دلائل قائم کیے اور اُنہیں ایسا مار مٹایا (باطل ثابت کیا) کہ اب اُن کا نام لیوا (پیروکار) بھی کوئی نہیں، بلکہ اُن کے نام کا دم بھرنا (ذکر کرنا) بھی مذہبی جرم ہے۔ لیکن یہودیوں، انگریزوں اور دیگر دشمنانِ اسلام معتزلہ کے مذہب کو مسلمانوں کے رنگ و روپ میں زندہ کرنے پر بڑا زور لگا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے نام پر مختلف ناموں سے (فرقے یا نظریات) اُبھرتے ہیں اور شب و روز (ہر وقت) مسلمانوں میں تفرقہ (اختلاف و انتشار) پیدا کرتے ہیں۔

دورِ حاضرہ (موجودہ دور) کے اکثر اسلامی مسائل اختلاف کی زد میں ہیں تو (ان میں بھی) اُصول معتزلہ کے ہیں، صرف اُن کے نام تبدیل کرکے مختلف طریقوں سے رائج (عام) کیا جاتا ہے۔ اُن میں ایک مسئلہ یہی ہے کہ مردے مرگئے ہیں، اب نہ وہ کچھ کرسکتے ہیں اور نہ ہم اُن کے کسی کام میں آسکتے ہیں۔ معتزلہ کے اُصول کے مطابق اب یہاں تک کہا جارہا ہے کہ انبیاء (علیہم السلام)، بالخصوص امام الانبیاء (تمام نبیوں کے سردار) علٰی نبینا و علیہم السلام بھی مر کر مٹی میں مل گئے۔[1] (معاذ اللہ) (تقویۃ الایمان)

فقیر نے اِس رسالہ میں دلائل سے قطع نظر چند روایات و حکایات جمع کر دی ہیں تا کہ اَہلِ اسلام یقین کریں کہ حق وہی ہے جو اہلسنّت کے اُصول میں ہے۔

وَمَا تَوۡفِيۡقِيۡ إِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ.

---

[1] (تقویۃ الایمان, الفصل الخامس فی رد الاشراك فی العادات, ص132, مکتبہ خلیل یوسف مارکٹ, غزنی سٹریٹ, اردو بازار لاھور)

حیوۃ الانبیاء: [قرآنی دلائل]

مقدمہ: قرآن مجید میں شہداء (راہِ خدا میں جان دینے والوں) کی حیات (زندہ ہونے) کی تصریح (واضح الفاظ میں بیان) موجود ہے، انبیاء علیہم السلام کی بطریقِ اولیٰ (زیادہ حق اور درجہ رکھنے کی وجہ سے) حیات ماننا ضروری (زندہ تسلیم کرنا لازم) ہے، اِس لئے کہ قرآن مجید کی عادت (طریقہ) یہ ہے کہ ادنیٰ (کم درجے والے) کے ذکر کی تصریح (واضح بیان) کے بعد اعلیٰ (زیادہ فضیلت والے) کا ذکر نہیں کیا جاتا، تاکہ اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرَاحَۃِ. (اشارہ واضح بیان سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے) کے قاعدہ (اصول) پر اعلیٰ کو ادنیٰ سے بڑھ کر تسلیم کیا جائے، اِسی لئے قرآن مجید میں شہداء کی حیات (شہداء کے زندہ ہونے) کا ذکر صراحۃً (صاف الفاظ میں) دو آیتوں میں ہے:

(۱) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (البقرۃ: ۱۵۴)

وھابی ترجمہ: اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں مردے مت کہا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔[2]

فائدہ: یہ (مولوی ثناء اللہ امرتسری) کا ترجمہ ہے تاکہ منکرین یہ نہ کہہ سکیں کہ ترجمہ غلط ہے۔

فائدہ: اِس آیتِ کریمہ نے صاف صاف بتادیا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا زندہ ہے۔ جب شہید زندہ ہے تو انبیاءِ کرام بطریقِ اولیٰ زندہ ہیں۔

وہابیوں کے ایک امام قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

(۱) وَوَرَدَ النَّصُّ فِي كِتَابِ اللهِ فِي حَقِّ الشُّهَدَاءِ أَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ يُرْزَقُونَ، وَأَنَّ الْحَيَاةَ فِيهِمْ مُتَعَلِّقَةٌ بِالْجَسَدِ، فَكَيْفَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ؟[3] (نیل الاوطار، جلد۳، صفحہ ۲۸۲)

ترجمہ: اللہ کی کتاب میں شہداء کے حق میں نص وارد (واضح حکم) ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اُنہیں رزق دیا جاتا ہے اور بیشک یہ حیات جسم کے ساتھ متعلق ہے۔ جب شہداء کا جسم زندہ ہے تو انبیاءِ مرسلین کے اجسادِ مطہرہ (پاکیزہ جسموں) میں حیات کا کیا حال ہوگا۔

(۲) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ○ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ (پارہ ۴ آل عمران ۱۶۹، ۱۷۰)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز اُنہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں، شاد ہیں اُس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی اُن سے نہ ملے کہ اُن پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔

فوائد: اِس آیتِ کریمہ سے مندرجہ ذیل فوائد ثابت ہوئے:

(۱) شہداء کو مردہ خیال بھی نہ کرو۔ (۲) شہداء زندہ ہیں۔ (۳) انتہائی مکرم، مقبول بارگاہِ الٰہی ہیں۔

(۴) اُن کو رزق ملتا ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل و کرم فرمایا ہے اُس پر خوش ہیں۔

(۶) جو لوگ ابھی تک برزخ میں نہیں پہنچے اُن کے نیک انجام پر بھی خوشیاں منارہے ہیں۔

---

[2] (ترجمہ و تفسیر ثنائی از ثناء اللہ امرتسری، البقرۃ:154، 1/109، مکتبۃ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور)

[3] (نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، أبواب الجمعة، [الباب الخامس] باب فضل يوم الجمعة وذكر ساعة الإجابة وفضل الصلاة على رسول الله ﷺ فيه، 6/311، دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، السعودية، الطبعة: الأولى، 1427 هـ)

انتباہ: جب شہداء کا یہ مقام ہے تو انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ و مقام کتنا بلند ہو گا۔

حیوۃ الاولیاء

انبیاء کے بعد شہداء کا درجہ ہے وہی اُولیاء بھی ہیں اُن کی حیات کا ذکر قرآن میں ہے مثلاً سابق زمانہ میں ایک نیک آدمی جن کا اِسمِ گرامی حبیب نجار بیان کیا گیا ہے، جب شہید ہوئے تو اُن کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرتا ہے:

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ○ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۔ (پارہ ۲۳، سورہ یس ۲۶، ۲۷)

ترجمہ: اُس کو کہا گیا تو جنّت میں داخل ہو جا اُس نے کہا: اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر بخشش کی ہے اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں کیا۔[4] (ترجمہ مولوی ثناء اللہ امر تسری صفحہ ۵۲۹)

معلوم ہوا کہ جناب حبیب نجار کو شہید ہوتے ہی جنّت کی راحتیں مل گئیں اور وہاں اپنے آپ پر انعام و اکرام ملاحظہ فرما کر تمنا کا بھی اظہار فرمایا جب "حبیب نجار" اپنی قبر میں زندہ ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ کے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی زندہ ہیں۔

تفسیر مظہری میں ہے:

قِيلَ: يَعْنِي قَالَ اللهُ تَعَالَى لِحَبِيبِ النَّجَّارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُشْهِدَ، إِكْرَامًا لَهُ وَإِذْنًا فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ كَسَائِرِ الشُّهَدَاءِ: ﴿ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾. وَقِيلَ: قَالَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ لَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ، يَعْنِي: ادْخُلْ قَبْرَكَ الَّذِي هُوَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.[5]

(تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۷۹)

ترجمہ: حبیب النجار رضی اللہ عنہ جب شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام شہداء کی طرح اُن کا اکرام کرتے ہوئے اور جنّت میں داخلہ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ادْخُلِ الْجَنَّةَ [جنّت میں داخل ہو جا۔] بعض نے یہ بھی کہا کہ یہ حکم اُن کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی موت سے پہلے دیا تھا کہ اپنی قبر میں داخل ہو جاؤ جو کہ جنّت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: قَالَ اللهُ لَهُ: "ادْخُلِ الْجَنَّةَ"، فَدَخَلَهَا حَيًّا يُرْزَقُ فِيهَا.[6] (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۴)

ترجمہ: حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا: ادْخُلِ الْجَنَّةَ [جنّت میں داخل ہو جا۔] پس حبیب نجار جنّت میں اِس حال میں داخل ہوئے کہ وہ زندہ ہیں اور اُنہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

معالم التنزیل میں ہے: فَأَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، وَهُوَ حَيٌّ فِيهَا يُرْزَقُ.[7] (معالم التنزیل جلد ۶ صفحہ ۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت جنّت میں داخل کر دیا اور وہ وہاں زندہ ہے رزق پا رہا ہے۔

---

[4] (ترجمہ و تفسیر ثنائی از ثناء اللہ امر تسری، یس: 26 تا 27، 3/103، مکتبۃ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور)

[5] (التفسير المظهري، سورة يس: الآيات 26 إلى 27، 8/79، مكتبة الرشدية – الباكستان. الطبعة: 1412 هـ)

[6] (تفسير الطبري جامع البيان، سورة يس: الآيات 26، 20/509، دار التربية والتراث مكة المكرمة)

[7] (تفسير الطبري جامع البيان، سورة يس: الآيات 26، 7/15، دار طيبة، الرياض، 1412هـ)

بعض اَحادیث میں ہے کہ نیکوں کی روح علّیین میں، بدوں(بروں) کی روح سجّین میں اور شہداء کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے اَجواف(جسم کے خول) میں جلوہ گر ہو کر جنّت کی سیر کرتی رہتی ہیں۔[8] اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کا معاملہ اجسام سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ روح کا مُستَقر(ٹھکانا) جہاں بھی ہو اُس کا تعلق جسم کے ساتھ ہے، جس کی وجہ سے جسم جزاء و سزا کا احساس کرتا رہتا ہے۔

مخالفین کے علامہ ابن قیم نے لکھا کہ

وَإِنَّ لَهَا شَأْنًا غَيْرَ شَأْنِ الْبَدَنِ، وَأَنَّهَا مَعَ كَوْنِهَا فِي الْجَنَّةِ، فَهِيَ فِي السَّمَاءِ، وَتَتَّصِلُ بِفِنَاءِ الْقَبْرِ وَبِالْبَدَنِ فِيهِ.[9]

(کتاب الروح، صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: روح کا معاملہ بدن کے معاملہ سے یکسر(بالکل) الگ ہے روح جنّت میں بھی ہوتی ہے جو کہ آسمان میں ہے اور فِناءِ قبر(قبر کے آس پاس کی جگہ) میں موجود بدن سے بھی متّصل(ملی ہوئی) ہوتی ہے۔

قطب الاقطاب کا قصہ [باب الحکایات]

سبع سنابل(کتاب) میں قاضی حمید الدین ناگوری سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میں بعد دفن کرنے قطب الاقطاب کے اُن کے مزار پر موجود تھا، میں نے(بطورِ کشف کے) دیکھا کہ منکر نکیر آئے اور حضرت خواجہ کے سامنے بہت ادب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اُسی اثناء(دوران) میں اور دو فرشتے پہنچے اور حق تعالیٰ کا سلام حضرت خواجہ کو پہنچایا اور ایک کاغذ سبز روشنائی سے لکھا ہوا نکالا اور حضرت خواجہ کے ہاتھ میں دیا، اُس میں لکھا تھا کہ "اے قطب الدین میں تم سے خوش ہوں اور میں نے تمہاری برکت سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت کے سب گناہگاروں کی قبروں سے عذاب اُٹھالیا اِس لئے کہ جب زندوں نے تم سے بہت بڑا نفع اُٹھایا ہے۔ مردے بھی تم سے نفع حاصل کریں اور تمہاری قدر کو جانیں" دو فرشتے اور پہنچے خواجہ کو حق تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور منکر نکیر سے کہا کہ "خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہمارے قطب سے سوال مت کرو میں نے اپنے قطب سے خود سوال کرلیا ہے اور وہ سوال کا جواب ہم کو دے چکے تم لوگ واپس آجاؤ۔"[10] (معارف اشرفیہ، جلد اول، السنة الجليلة في الچشتيه العليه)

دو حافظوں کا واقعہ: "ایک بار منشی ابراہیم خاں صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت قرآن شریف کو بے وضو پڑھتے تو جی ہچکچاتا ہے اور وضو سے ہر وقت رہا نہیں جاتا۔ حضرت(گنگوہی) نے ارشاد فرمایا کہ ورق گردانی بجائے ہاتھ کے چاقو یا کسی اور چیز سے کرلیا کرو اور بڑا قرآن رکھو چھوٹا قرآن رکھنا تو مکروہ بھی ہے۔ اُس کے بعد فرمایا کہ ہینڈن ایک ندی ہے قریب مدرسہ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے، ایک دفعہ اُس ندی کی ایک ڈھانگ گری(یعنی کنارہ گرا) اُس میں سے ایک لاش جوں کی توں(بغیر کسی تبدیلی کے، محفوظ حالت میں) نکلی جس کا کفن میلا تھا اور وہ وہاں سے بہہ کر عین دہار(ندی کے مرکزی حصے) میں ٹھہر گئی کچھ دیر بعد دوسری ڈھانگ گری اور

---

8) (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، 15/3، الحديث 2520، المكتبة العصرية)

(السنن الكبرى، كتاب السير، جماع أبواب السير باب فضل الشهادة في سبيل الله عز وجل، 163/9، الحديث 17953، دار المعرفة)

9) (كتاب الروح لابن القيم، فصل وأما قول من قال إن مستقرها بعد الموت أبدان أخر غير هذه، ص116، دار الكتب العلمية بيروت)

10) (اقتباس الانوار: تذکرہ مشائخِ چشتیہ صابریہ، ص425، بزمِ اتحاد المسلمین، 1988ء)

اُس میں سے بھی ایک لاش نکلی جس کا کفن بالکل صاف تھا کہیں داغ دھبہ نہ تھا وہ پہلی لاش سے مل کر دھاری دھار چل دی جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو اور دونوں مل کر روانہ ہو جاویں۔ لوگوں نے اُن لاشوں کی تحقیقات کرنی شروع کر دی جستجو کے بعد ایک بڑھیا نے بتایا کہ یہ دونوں قرآن حافظ تھے۔ اُس کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا: "اب ایسا قیاس کیا جاتا ہے کہ جس کا کفن صاف تھا وہ باوضو تلاوت کرتا ہوگا اور دوسرا بے وضو۔"[11] (تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)

فرماتے ہیں: جب مرشد کا وصال (انتقال) ہونے لگا، "میں بھی حاضرِ خدمت شریف ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم مجرد (غیر شادی شدہ) تھے اور حافظ ضامن و مولوی شیخ محمد صاحب عیالدار (شادی شدہ)۔ میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ (عبادت میں سخت محنت) وریاضت (تزکیہ نفس کے لیے مشقت) لوں گا، لیکن مشیت باری (اللہ کی مرضی) سے چارہ نہیں ہے۔ عمر نے وفا نہ کی (زندگی نے مہلت نہ دی)۔ جب حضرت نے یہ کلمہ (جملہ) فرمایا: میں پٹی میانہ (لباس کے کنارے) کی پکڑ کو رونے لگا۔ حضرت نے تشفی (تسلی) دی اور فرمایا کہ فقیر (اللہ والا بندہ) مرتا نہیں ہے، صرف ایک مکان (دنیاوی وجود) سے دوسرے مکان (روحانی دنیا) میں انتقال (منتقل) کرتا ہے۔ فقیر کی قبر (آخری آرام گاہ) سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری (دنیاوی حیات) میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ فرمایا (حضرت صاحب نے) کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اُٹھایا جو حالتِ حیات (زندگی کے دوران) میں اُٹھایا تھا۔"[12]

ایک حافظ کا واقعہ: حافظ محمود نامی بلگرامی قُدّس سرہ جو اپنے وقت کے ممتاز و برگزیدہ بزرگ تھے، جب اِس عالَمِ فانی سے عالَمِ جاودانی کو تشریف لے گئے تو ہمیشہ ہر شبِ جمعہ اُن کی قبر سے قرآن خوانی کی آواز کاملین کو سنائی دیتی تھی۔ (آثار الکرام میر غلام علی بلگرامی از اخبار الاصفیاء)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی: ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر آئے آکر سوال کیا کہ

"مَن ربُّكَ؟ ما دِينُكَ؟ مَن هذا الرَّجُلُ؟"

وہ جواب میں کہتا ہے کہ "مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہوں" اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں اُن کا ہم عقیدہ ہوں جو اُن کا خدا وہ میرا خدا، جو اُن کا دین وہ میرا دین اُسی پر دھوبی کی نجات ہو گئی۔[13] (الافاضات الیومیہ، جلد ۲، صفحہ ۹۷)

مخالفین کے قلم سے

---

11) (تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی، 2/249، بلالی سٹیم، ساڈھورہ)

12) (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق از عاشق الٰہی میرٹھی، حکایت 281، ص 110 تا 111، مکتبہ امداد اللہ مہاجر مکی، محلہ خانقاہ، دیوبند، مارچ 2014ء)

13) (الافاضات الیومیۃ از اشرف علی تھانوی، 2/91، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

اشرف السوانح میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پر دادا کا واقعہ یوں مذکور ہے پر دادا صاحب تو کیرانہ اور شاملی کے درمیان جہاں پختہ سڑک ہے شہید ہوئے اور وہیں پر پیر سماء الدین صاحب کے مزار کے پاس دفن کئے گئے اور شروع میں بہت عرصہ تک اُن کا عرس بھی ہوتا رہا، کسی بارات میں تشریف لے جارہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آکر بارات پر حملہ کیا اُن کے پاس کمان تھی اور تیر تھے۔

اُنہوں نے اُن ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کئے چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر سے بے سروسامانی تھی یہ مقابلہ میں شہید ہوگئے اور اِس حدیث کے مِصداق ہوگئے:

مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. [14] (کلھا فی جمع الفوائد)

شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لاکر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کروتو اِسی طرح روز آیا کریں گے لیکن اُن کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شُبہ کریں اِس لئے ظاہر کردیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔[15] (اشرف السوانح صفحہ ۱۵)

حیوۃ الانبیاء دلائل از احادیث

(ا) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ": إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ (أَيْ: يَقُولُونَ: قَدْ بَلِيتَ)قَالَ: "إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ."[16]

ترجمہ: حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بہتر دنوں میں جمعہ کا دن ہے اُس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُسی دن اُن کی روح مبارک قبض کی گئی، اُسی دن صور پھونکا جائے گا، اُسی دن بے ہوشی ہوگی، اِس لئے مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، اِس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت اَوس بن اَوس کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ جب آپ کا جسم ریزہ ریزہ ہوجائے گا تو آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے۔(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۵۵، ابن ماجہ صفحہ ۷۸)

---

14) (جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد. فصل وأما قول من قال إن مستقرها بعد الموت أبدان أخر غير هذه. 479/2. الحديث 6144. مكتبة ابن كثير. الكويت دار ابن حزم. بيروت. الطبعة: الأولى. 1418 هـ 1998 م)

15) (اشرف السوانح،12/4، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان،1984ء)

16) (سنن ابن ماجه. كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها. باب في فضل الجمعة. 345/1. الحديث 1085. المكتبة العلمية)

(سنن النسائي. كتاب الجمعة. إكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة. 91/3. الحديث 1347. مكتب المطبوعات الإسلامية. سنة النشر: 1414هـ/1994م)

(سنن أبي داود. كتاب الصلاة. باب تفريع أبواب الوتر. باب في الاستغفار. 99/2. الحديث 1531. المكتبة العصرية)

فائدہ:

(۱)حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں کہ "از این‌جا معلوم می‌شود که حیاتِ انبیا، حیاتِ حسیِ دنیوی است، نه به‌محض بقای ارواح."

(مدارج النبوۃ جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۴۸)

یعنی اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات، دنیوی اور حِسّی (محسوس کی جانے والی) حیات ہے صرف روح کے باقی رہنے (محض روحانی بقا) کا نام نہیں۔

(۲)یہی حضرت شیخ محقق مسئلہ حیاتِ انبیاء میں یہاں تک فرماتے ہیں:

حیاتِ انبیاء متفق علیه است ہیچ کس رادروی خلاف نیست حیاتِ جسمانی دنیاوی حقیقی۔[17] (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۷۴)

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک شخص کا بھی اِس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے اور یہ حیات جسمانی دنیاوی حقیقی ہے۔

انتباہ: یہ تعبیر جو حضرت شاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی قُدّس سرہ نے بیان فرمائی ہے یہی اہلسنّت کا عقیدہ ہے۔ امام احمد رضا مُحدّث بریلوی قُدّس سرہ نے فرمایا:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ☆ مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

ازالہ وھم: بعض لوگ بے دھڑک اَحادیثِ مبارکہ کو ضعیف کہنے کی بیماری میں مبتلا ہیں اِسی بیماری کی وجہ سے شاید کوئی کہہ دے کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اُسے منکرین کے امام اِبن کثیر نے کہا:

وَقَدْ صَحَّحَ هَذَا الْحَدِيثَ الإِمَامُ ابْنُ خُزَيْمَةَ، وَابْنُ حِبَّانَ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ، وَالإِمَامُ النَّوَوِيُّ فِي كِتَابِهِ "الأَذْكَار".[18]

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۵۱۴)

یعنی اِبن خزیمہ و اِبن حبان و دار قطنی نے اِس حدیث کو صحیح کہا۔

اور امام حاکم اور حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔[19] (المستدرک مع التلخیص، جلد ۱، صفحہ ۲۲۸)

(۲)عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا". قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: "وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ."[20] (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

یعنی حضرت سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے روز درود شریف کی کثرت کیا کرو کیونکہ اُس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جب بھی کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ درود شریف اُس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔

---

17 (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثانی، ۱/۶۱۳، منشی نول کشور)

18 (تفسیر ابن كثير، تفسير سورة الأحزاب، تفسير قوله تعالى "إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه"، 473/6، دار طيبة، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

19 (المستدرك على الصحيحين، كتاب الجمعة، الأمر بكثرة الصلاة في الجمعة، 569/1، الحديث 1068، دار الكتب العلمية بيروت)

20 (سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، 524/1، الحديث 1637، المكتبة العلمية)

حضرت ابو درداء کہتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا موت کے بعد بھی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں موت کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اُسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔"

(۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ "[21]

(مسند ابویعلی موصلی، جلد نمبر ۴، صفحہ ۱۴۷، شفاء السقام، صفحہ ۱۷۹، فتح الملہم شرح صحیح مسلم، جلد نمبر ا، صفحہ ۳۲۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے سارے نبی زندہ ہیں، اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اِس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قُبور (قبروں) میں زندہ ہیں۔

فائدہ: اِس روایت کی تائید حدیثِ موسیٰ علیہ السلام سے ہوتی ہے، حدیثِ شبِ معراج میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"مَرَرْتُ بِمُوسَىٰ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكُثَيْبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.""[22]

یعنی میں موسیٰ علیہ السلام کے مزار سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے مزار میں نماز پڑھ رہے تھے۔

نیز شبِ معراج بیت المقدس میں جملہ (تمام) انبیاء علیہم السلام کا حاضر ہو کر حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنا انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کی واضح دلیل ہے نہ صرف نماز بلکہ اکثر اُمور کا صُدور اَحادیث سے ثابت ہوتا ہے، چند حوالہ جات خود مخالفین کے ملاحظہ ہوں:-

(ا) دیوبندیوں کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

وَفِي الْبَيْهَقِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَصَحَّحَهُ وَوَافَقَهُ الْحَافِظُ فِي الْمُجَلَّدِ السَّادِسِ: «أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ».[23]

(فیض الباری، جلد ۲، صفحہ ۶۴)

بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور اُس روایت کو بیہقی نے صحیح کہا ہے اور حافظ اِبنِ حجر نے چھٹی جلد میں اِس حدیث کی تصحیح کے متعلق بیہقی کی مُوافقت کی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ "بے شک اللہ کے سارے نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں۔"

(۲) تبلیغی نصاب کے مؤلف مولوی محمد زکریا لکھتے ہیں:

"اور یہ حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں صحیح ہے۔"[24]

(فضائل درود شریف، صفحہ ۴۰)

(۳) مشہور غیر مقلد قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

---

[21] (مسند أبي يعلى الموصلي، مسند أنس، 147/6، الحديث 670-[3425]، دار الثقافة العربية، بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ/1992م)

(شفاء السقام في زيارة خير الأنام، الباب التاسع في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، الفصل الأول فيما ورد في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ص133، دار الكتب العلمية، 2006م)

(فتح الملهم للشيخ العثماني، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله، وفرض الصلاة.... 329/1، مدينة پريس بجنور)

[22] (عقيدة الإسلام للعلامة الكشميري، إنّ الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون، ص35، حاشر پبلشنگ کمپنی کراچی)

[23] (فيض الباري على صحيح البخاري للكشميري، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد، 89/2، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1426هـ 2005م)

[24] (فضائل درود شریف از زکریا کاندھلوی، دوسری فصل: خاص خاص درود کے خاص خاص فضائل کے بیان میں، ص49، مدینہ پبلشنگ کمپنی، مشہور محل میکلوڈ روڈ کراچی (مشہور آفسٹ پریس کراچی))

وَقَدْ ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ: "أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ". رَوَاهُ الْمُنْذَرِيُّ وَصَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ.[25] (نیل الاوطار، جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)

یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اِس حدیث کو امام منذری نے روایت کیا ہے اور اِس کی بیہقی نے تصحیح کی ہے۔

(۴) غیر مقلد شمس الحق عظیم آبادی نے قاضی شوکانی کے حوالہ سے یہی چیز نقل کی ہے۔[26] (عون المعبود شرح ابوداؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۵)

(۵) غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب لکھتے ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ. كَمَا فِي الْحَدِيثِ: "الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ". وَقَدْ صَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَلَّفَ فِي ذَلِكَ جُزْءًا.[27] (السراج الوہاج شرح صحیح مسلم، جلد ا، صفحہ ۵۰۴)

بے شک نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وصالِ مقدّس کے بعد اپنی قبر انور میں زندہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ اِس حدیث کی تصحیح امام بیہقی نے فرمائی اور اُنہوں نے خاص اِسی مسئلہ میں ایک جزء بھی تحریر فرمایا ہے۔

(۶) نیز یہی نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب لکھتے ہیں:

"آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اُس کے اذان واقامت کے ساتھ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ."

(۷) نیز لکھتے ہیں: "اعمال اُمّت کے آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پر عرض (پیش) کئے جاتے ہیں آپ اُمّت کے لئے استغفار کرتے ہیں۔" (الشمامة العنبرية من مولد البريہ، صفحہ ۵۱)

(۸) دیوبند کے حکیم الامّت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: "پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اِس عالم کے مناسب (مطابق) ہوتا ہے اور گو شہداء (شہیدوں) کے لئے بھی حیات (زندگی) اور مرزوقیت (رزق دیا جانا) وارد (ثابت) ہے مگر انبیاء علیہم السلام اُن سے اکمل (زیادہ کامل) واقویٰ (زیادہ مضبوط) ہیں۔"[28] (نشر الطیب، صفحہ ۲۴۸)

وَعَنْ سعيد بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[29] (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۲۹)

سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا جب حرہ کی جنگ کا زمانہ تھا تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مسجد میں نہ اذان ہوتی نہ اقامت اور سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں ہی مقیم رہے۔ اُنہیں نماز کے وقت کا علم نہ ہوتا تھا لیکن ایک آواز سے جسے وہ نبی کریم کی قبر شریف سے سنتے تھے۔

یہ حدیث حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حیاتِ جسمانی اور حقیقی پر صاف اور واضح طور پر دلالت کرتی ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

---

[25] (نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار. أبواب الجمعة. [الباب الخامس] باب فضل يوم الجمعة وذكر ساعة الإجابة وفضل الصلاة على رسول الله ﷺ فيه. 312/6. دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع. السعودية. الطبعة: الأولى. 1427 هـ)

[26] (عون المعبود. 405/1. نشر السنه. بوہر گیسٹ ملتان)

[27] (السراج الوهاج من كشف مطالب صحيح مسلم بن الحجاج. كتاب الحج. باب لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد. 100/5. وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية)

[28] (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ از اشرف علی تھانوی، ص 238، مطبع انتظامی)

[29] (مشكاة المصابيح. كتاب الفضائل والشمائل. باب الكرامات. الفصل الثاني. 1676/3. الحديث 5951-[8]. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985م)

نوٹ: یہ واقعہ یزید ابنِ معاویہ کے زمانہ کربلا کے واقعہ کے بعد ہوا۔ اُس مردود نے مسلم ابنِ عُقبہ کی سرکردگی (قیادت) میں مدینہ منوّرہ پر حملہ کر دیا۔ اَہل مدینہ پر بڑے ظلم ڈھائے چونکہ یہ حملہ مقامِ حرہ کی طرف سے ہوا تھا۔ اِس لئے اُسے جنگِ حرہ کہا جاتا ہے۔ حرہ مدینہ منوّرہ کے باہر ایک پتھریلہ میدان ہے یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا۔ حرہ کے واقعہ کے بعد یزید پلید جلد ہی ہلاک ہو گیا، حضرت سعید بن مسیب تابعی ہیں اُنہوں نے چالیس (۴۰) حج کئے وہ بڑے عابد و زاہد تھے، ۹۳ھ میں وفات پائی۔

(۹) دیوبند کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثانی اپنے عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَيٌّ كَمَا تَقَرَّرَ، وَأَنَّهُ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ بِالأَذَانِ وَالإِقَامَةِ.[30] (فتح الملہم، جلد ۳، صفحہ ۴۱۹)

یعنی بے شک نبی کریم ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا اور بے شک آپ ﷺ اپنی قبرِ انور میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

(۱۰) مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الأَعْمَالِ قَدْ ثَبَتَتْ فِي الْقُبُورِ كَالأَذَانِ وَالإِقَامَةِ عِنْدَ الدَّارِمِيِّ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ، وَالْحَجِّ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ.[31] (فیض الباری جلد ا صفحہ ۱۸۳)

قُبور میں بہت سے اَعمال ثابت ہیں محدث دارمی کے نزدیک اذان اور اقامت امام ترمذی کے نزدیک تلاوتِ قرآن اور امام بخاری کے نزدیک حج۔

خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات سے باہر جہاں چاہیں تشریف لیجاتے ہیں، مزارات میں بھی ہر طرح کے تصرّفات فرماسکتے ہیں کسی قسم کی اُن پر قید (پابندی) نہیں، وہ زندہ ہیں زندوں کی طرح، جس طرح اور جو چاہیں مختار (اختیار رکھنے والے) وماذُون مِن اللہ (اللہ کی طرف سے اجازت یافتہ)۔

حیاۃ الاموات العامہ

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أنه حدثهم أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ [32]

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب آدمی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں تک کی آواز بھی سنتا ہے۔" (ترمذی، صفحہ ۱۶۰، ابوداؤد، صفحہ ۱۰۵، بخاری شریف، صفحہ ۱۷۸، مسلم شریف و مشکوۃ، صفحہ ۲۴)

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو نقل کرنے سے پہلے ایک باب قائم کیا ہے: بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ.

---

30) (فتح الملهم، 219/3، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، المطبعة الشهيرة، بهانده پريس جالندهر)

31) (فيض الباري، كتاب العلم، باب من اجاب الفتياء، 182/1، طبع مجلس علمي ڈابهيل)

32) (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، 449/1، الحديث 1273، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول، 45/1، الحديث 126-[2]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

(صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه وإثبات عذاب القبر والتعوذ منه، 2201/4، الحديث 2870، دار إحياء الكتب العربية)

(سنن الترمذي، كتاب الجنائز، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ما يقول إذا أدخل الميت القبر، 364/3، الحديث 1046، دار الكتب العلمية)

(سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب المشي في النعل بين القبور، 217/3، الحديث 3231، المكتبة العصرية)

یعنی باپ مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔(بخاری شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۷۸)

فائدہ: یہ حدیث اِس بات کی صریح دلیل ہے کہ "قبر والے" کی قوّتِ سماعت اُس کی دنیاوی زندگی کی نسبت بہت تیز ہو جاتی ہے۔

(۲) جنگِ بدر میں بڑے بڑے کفار و مقتولین کو کنویں میں ڈال دیا گیا تھا۔ بعد میں نبیِ اکرم ﷺ نے تشریف لا کر ایک ایک کافر کا نام لے کر اُنہیں خطاب فرمایا، جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"يَا رَسُولَ اللهِ، مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا؟" فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ." [33]

یارسول اللہ ﷺ آپ اُن جسموں سے کلام کیوں فرمارہے ہیں جن میں روحیں موجود نہیں ہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، تم اُن کفار سے زیادہ میری بات کو نہیں سن رہے ہو۔ (انہیں کے برابر سنتے ہو) (صحیح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۵۶۶)

فائدہ: اِس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں: "محققینِ اَہلِ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بیشمار اَحادیث اِس بارے میں وارد ہیں۔" (تیسیر القاری، جلد ۵، صفحہ ۲۵۰)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے صاحبزادے اِس واقعہ کی حکایت (بیان) میں منفرد (الگ) نہیں ہیں بلکہ حضرت ابو طلحہ نے بھی اُن کی موافقت (تائید) فرمائی ہے جیسے کہ ابھی گزرا۔ امام طبرانی نے صحیح سند (معتبر سلسلۂ روایت) کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے بھی اِسی کے مثل حدیث بیان کی ہے اور حضرت عبد اللہ بن شداد سے بھی، اور اُس حدیث میں یہ بھی ہے:

صحابہ کرام نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ کیا مردہ کافر سن رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جیسے تم سن رہے ویسے ہی وہ سن رہے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے۔"

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ "لیکن وہ آج جواب نہیں دے سکتے۔"

اور ابنِ اسحاق کی مغازی (سیرت کی کتاب) میں سندِ جید (مضبوط سند) سے یونس بن بکیر نے اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے مثل (جیسی) روایت کی ہے، اور اُس میں بھی یہ ہے: "میری بات کو تم اُن مردہ کفار سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔"

اِس حدیث کو امام احمد نے "سندِ حسن" کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اُس کی حفاظت کے پیشِ نظر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جب اُن صحابہ کرام کی روایت ثابت ہوگئی تو اُنہوں نے انکار سے رُجوع فرمالیا اِس لئے کہ خود تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُس وقت موجود نہ تھیں۔ (عون الباری شرح بخاری، جلد ۴، صفحہ ۴۳۱)

(۳) نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرماتے قبرستان جاؤ تو یوں کہو:

السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ، وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ لَلَاحِقُونَ.

---

[33] (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل، 1461/4، الحديث 3757، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.[34]

یعنی اے مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں تم پر سلام ہو ہم ان شاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔

(مسلم شریف، جلد۱، صفحہ ۳۱۴)

اگر مردے نہیں سنتے تو اُن کو سلام کہنا اور پھر اُن کو خطاب کرکے دعائے عافیت مانگنا عَبث (بے کار) اور فضول کام قرار پائے گا۔

(۴) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا: "مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يُرِيدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ."[35]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بھی کوئی مسلمان بھائی جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا، اُس کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے پھر وہ اُس کو سلام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس پر اُس کی روح کو لوٹا دیتا ہے کہ وہ سلام کا جواب اُسے دیتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد۳، صفحہ ۴۳۸)

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ أَخِيهِ يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَرَفَهُ، وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.[36] (کتاب الروح ابن القیم صفحہ ۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی آدمی اپنے اُس بھائی کی قبر سے گزرے پھر اُس کو سلام کرے تو صاحبِ قبر اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اُسے پہچان بھی لیتا ہے اور جب ایسے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا پھر اُسے سلام کرے تو پھر بھی وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

فائدہ: قاضی شوکانی بھی اِس حدیث کے صحیح ہونے کے دعویٰ دار ہیں۔[37] (نیل الاوطار، جلد۳، صفحہ ۲۸۲)

اور سراج منیر شرح جامع صغیر صفحہ ۲۱۷ جلد ۴ میں یہی روایت حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید شدہ جسم پر تشریف فرما ہوئے شہداء کی عظمت بیان فرمائی۔

(۷) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، زُورُوهُمْ وَآتُوهُمْ وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ مُسْلِمٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رُدَّ السَّلَامُ عَلَيْهِ."[38]

---

34) (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، 671/2، الحديث 975، دار إحياء الكتب العربية)

35) (تفسير ابن كثير، تفسير سورة الروم، قوله تعالى "فإنك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء"، 325/6، دار طيبة، سنة النشر: 1422هـ/2002م)

36) (كتاب الروح لابن القيم، المسألة الأولى وهي هل تعرف الأموات زيارة الأحياء وسلامهم أم لا قال، ص5، دار الكتب العلمية بيروت)

37) (نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، أبواب الجمعة، [الباب الخامس] باب فضل يوم الجمعة وذكر ساعة الإجابة وفضل الصلاة على رسول الله ﷺ فيه، 311/6، دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، السعودية، الطبعة: الأولى، 1427هـ)

38) (المستدرك على الصحيحين، كتاب التفسير، قراءات النبي صلى الله عليه وآله وسلم مما لم يخرجاه وقد صح سنده، زيارة قبور الشهداء ورد السلام منهم إلى يوم القيامة، 629/2، الحديث 3031، دار الكتب العلمية بيروت)

پھر لوگوں کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! اُن کی زیارت کیا کرو، اُن کے پاس آیا کرو، اُنہیں سلام کہا کرو۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی اُنہیں سلام کرے گا تو یہ اُس کے سلام کا جواب دیں گے۔

(طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۱۲۱، شرح الصدور، صفحہ ۸۴، مستدرک حاکم، جلد ۲، صفحہ ۶۴۸)

فائدہ: امام حاکم نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.[39]

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اِن دونوں نے اِس کی تخریج نہیں فرمائی۔ (مستدرک حاکم، جلد ۲، صفحہ ۲۴۸)

(۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ حَتَّى يَقُومَ."[40]

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کوئی آدمی اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اُس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحبِ قبر اُس کے اُٹھ جانے تک اُس سے اُنس (مانوسیت) حاصل کرتا رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۴۳۸، کتاب الروح، صفحہ ۵)

ازالہ وھم: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سماعِ موتیٰ (مردوں کے سننے) کا انکار ہے، یہ اُن کی غلط فہمی (غلط سوچ) ہے۔ منکر (انکار کرنے والا) اپنے خلاف روایت نہیں کرتا، اور مذکورہ بالا (پہلے بیان کی گئی) روایت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی (بیان شدہ) ہے۔ علاوہ ازیں (اس کے علاوہ) ہم آگے چل کر بی بی صاحبہ کا رُجوع (واپس آنا) اور مزید جوازِ سماع (مردوں کے سننے کے جواز) کے حوالے سے عرض کریں گے۔ (ان شاء اللّٰہ تعالیٰ)

سوالات

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (النمل:80) [**ترجمہ:** بیشک تو مردوں کو نہیں سناتا۔] قرآن سے ثابت ہوا کہ مردے نہیں سن سکتے۔

جواب: سنانے کی نفی (انکار) ہے، سننے کی نہیں، لہٰذا معارضہ (اعتراض) میں یہ آیت پیش ہی نہیں کی جاسکتی، کیونکہ ہماری بحث یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں۔ یہ بحث ہرگز نہیں کہ اُن کو سناتا کون ہے۔ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ زندہ ہو یا مردہ، سب کو اللہ ہی سناتا ہے، مخلوق نہیں سناتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی زندہ کو بہرہ (سننے سے محروم) بنادے تو مخلوق خواہ کتنا زور زور سے ہی کیوں نہ بولے، وہ نہیں سنا سکتا، اِس لیے کہ اُسے اللہ تعالیٰ نہیں سناتا۔ اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کی قوتِ سماعت (سننے کی صلاحیت) بہت تیز فرمادے تو مخلوق اگرچہ اُس کو نہ بھی سنانا چاہے، آہستہ بولے، تب بھی وہ سن لیتا ہے، اِس لیے کہ اُسے اللہ تعالیٰ نے سنادیا ہے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص202، دار المعرفة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

(الطبقات الكبرى، مصعب الخير، ذكر حمل مصعب لواء رسول الله صلى الله عليه وسلم، 89/3، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 م)

39) (المستدرك على الصحيحين، كتاب التفسير، قراءات النبي صلى الله عليه وآله وسلم مما لم يخرجاه وقد صح سنده، زيارة قبور الشهداء ورد السلام منهم إلى يوم القيامة، 629/2، الحديث 3031، دار الكتب العلمية بيروت)

40) (كتاب الروح لابن القيم، المسألة الأولى وهي هل تعرف الأموات زيارة الأحياء وسلامهم أم لا قال، ص12، دار الكتب العلمية بيروت)

(تفسير ابن كثير، تفسير سورة الروم، تفسير قوله تعالى "فإنك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم الدعاء"، 325/6، دار طيبة، سنة النشر: 1422هـ/2002م

معلوم ہوا کہ یہ بحث ہے ہی نہیں کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ سناتا ہے یا کہ نبی کریم ﷺ جو بحث ہے اِس پر منکرین ایک آیتِ کریمہ یا ایک مرفوع حدیث پیش کردیں کہ مردے نہیں سنتے تو **چشمِ ما روشن دلِ ما شاد**[41]

وگرنہ قوم کو لڑانے کی سزا تو قبر و حشر میں مُعاندین (دشمنی رکھنے والوں) کو بھگتنی پڑے گی۔ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ ہمارے دعویٰ کی تائید کر رہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ (فاطر: ۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے اُنہیں جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں۔

مطلب واضح ہے کہ اصحابِ قُبور کو اللہ تعالیٰ سناتا ہے نبی اکرم ﷺ قوّتِ سماعت کی تخلیق نہیں فرماتے ہیں۔

لطیفہ: مخالفین کی عادت ہے کہ مقصد کے لئے اتنا پڑھیں گے جس میں اُن کا مقصد ہو گا خواہ قرآن اُن پر لعنت بھیجے۔ ایک شخص نماز کا منکر تھا اُسے لوگوں نے ملامت کی، تو اُس نے کہا قرآن مجید میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے، چنانچہ فرمایا ہے: "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ" [**ترجمہ:** یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ۔] (النساء: ۴۳) کہا گیا کہ پوری آیت پڑھو، تو جواب دیا کہ تمام قرآن پر عمل ضروری نہیں میں نے اپنے مقصد کے مطابق عمل کیا ہے، کچھ اُن کا بھی یہی حال ہے کہ آیت کا صرف ایک جملہ پڑھا اگر سالم (مکمل) آیت پڑھے تو اُس کے مذہب کے خلاف ہے اِسی لئے ہم مکمل آیت پڑھتے ہیں جو مخالف کے دَجل اور مکر و فریب (چالاکی و دھوکہ) کو ظاہر کریگی اور وہی ثابت ہو گا جو ہم کہتے ہیں۔ کامل آیت یوں ہے:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (النمل: ۸۰ تا ۸۱)

ترجمہ: بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں، جب پھریں پیٹھ دیکر اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں، تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

نکتہ: اگر آیت میں حقیقی مردے مراد ہوں تو روگردان ہونا (منہ پھیرنا) اور پیٹھ پھیرنا اُن سے کیونکر (کیسے) مقصود ہو سکتا ہے؟ اور جب یہ فرمایا کہ 'تو نہیں سناتا مگر مسلمانوں کو' تو معلوم ہوا کہ یہاں موتیٰ (مردوں) سے کفار مراد ہیں، اور عدمِ اسماع (نہ سنانے) سے بھی اُن کا اسلام قبول نہ کرنا مراد ہے۔

حضرت علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح البخاری، جلد ۷، صفحہ ۳۰۴ میں آیتِ مذکورہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

لِأَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّكَ لا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ لا يُنَافِي قَوْلَهُ ﷺ: إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُونَ؛ لِأَنَّ الْإِسْمَاعَ هُوَ إِبْلَاغُ الصَّوْتِ مِنَ الْمُسْمِعِ فِي أُذُنِ السَّامِعِ. فَاللَّهُ تَعَالَى هُوَ الَّذِي أَسْمَعَهُمْ بِأَنْ أَبْلَغَهُمْ صَوْتَ نَبِيِّهِ ﷺ بِذَلِكَ. وَأَمَّا جَوَابُهَا بِأَنَّهُ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ فَإِنْ كَانَتْ سَمِعَتْ ذَلِكَ فَلَا يُنَافِي رِوَايَةَ يَسْمَعُونَ بَلْ يُؤَيِّدُهَا.

---

41) (آنکھ ہماری روشن دل ہمارا شاد) (ن اُویسی)

وَقَالَ السُّهَيْلِيُّ مَا مُحَصَّلُهُ: إِنَّ فِي نَفْسِ الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلَى خَرْقِ الْعَادَةِ بِذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، لِقَوْلِ الصَّحَابَةِ لَهُ: أَتُخَاطِبُ أَقْوَامًا قَدْ جَيَّفُوا؟ فَأَجَابَهُمْ قَالَ: وَإِذَا جَازَ أَنْ يَكُونُوا فِي تِلْكَ الْحَالَةِ عَالِمِينَ جَازَ أَنْ يَكُونُوا سَامِعِينَ، وَذَلِكَ إِمَّا بِآذَانِ رُءُوسِهِمْ عَلَى قَوْلِ الْأَكْثَرِ أَوْ بِآذَانِ قُلُوبِهِمْ [42]

اِس لیے کہ ارشادِ ربانی "بیشک آپ مردوں کو نہیں سناتے" نبی اکرم ﷺ کے ارشادِ گرامی "یقیناً وہ اُس وقت سن رہے ہیں" کے منافی (خلاف) نہیں ہے، اِس لیے کہ اسماع (سنانا) نام ہے سننے والے کے کان میں سنانے والے کی طرف سے آواز پہنچانے کا، پس اللہ تعالیٰ ہی نے اُن کو سنایا، بایں طور (اس طرح) کہ اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی آواز کو اُن تک پہنچایا۔ بہر حال اُم المؤمنین (مومنوں کی ماں، حضرت عائشہ) رضی اللہ عنہا کا جواب میں یہ فرمانا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ "یقیناً یہ کفار اب جانتے ہیں"، پس اگر اُم المؤمنین نے یہ الفاظ سنے ہیں تو "سنتے ہیں" والی روایت کے منافی نہیں بلکہ مؤید (تائید کرنے والی) ہے۔

امام سہیلی نے جو کچھ فرمایا، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: "آپ اُس قوم سے کلام فرما رہے ہیں جو مر چکی ہے؟" تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو جواب دیا۔ اِس حدیث میں اِس بات کی دلیل (ثبوت) ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی تھا (یعنی مردوں سے کلام فرمانا)، جب ایسی حالت میں مردے جان سکتے ہیں تو وہ سن بھی سکتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک کفار نے سر کے کانوں سے سنا تھا اور بعض کے نزدیک دل کے کانوں سے۔

اُم المؤمنین کا رجوع:

(۱) ترمذی شریف میں:

تَوَفَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِحِبْشِيٍّ، فَقَالَ: فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ فِيهَا. فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ: "وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةٍ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ، حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا. فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا، كَأَنِّي وَمَالِكَ لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا". ثُمَّ قَالَتْ: "وَاللَّهِ لَوْ حَضَرْتُكَ لَمَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مِتَّ، وَلَوْ شَهِدْتُكَ لَمَا زُرْتُكَ." [43]

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما (اُم المومنین کے بھائی) حُبشی کے مقام پر فوت ہوئے۔ راوی کہتے ہیں کہ اُن کو مکہ شریف لا کر دفن کیا گیا۔ پھر جب اُم المومنین اپنے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر کی قبر پر آئیں اور دو شعر پڑھے شاہِ جذیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح ہم ایک لمبی مدت تک اِس طرح رہے کہ لوگ کہنے لگے تھے کہ اب یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے پھر جب ہم جدا ہو گئے تو میں اور مالک مدتوں ایک ساتھ رہنے کے باوجود یوں لگتا ہے کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھی نہیں گزاری۔

پھر ارشاد فرمایا کہ اگر میں موجود ہوتی تو تمہیں وہیں دفن کرتی جہاں تمہارا انتقال ہوا تھا اگر میں اُس وقت موجود ہوتی تو اب تیری زیارت کو نہ آتی۔

(ترمذی شریف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۳)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اُم المؤمنین کا بھی یہی نظریہ تھا کہ مردے سنتے ہیں، تبھی تو اپنے بھائی کی قبر پر آکر اُسے خطاب فرمایا۔

(۲) مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ ۴ میں ہے:

---

42) (فتح الباري بشرح البخاري، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرا، 304/7، الحديث 3982، المكتبة السلفية – مصر، الطبعة: «السلفية الأولى»، 1380 هـ إلى 1390 هـ)

43) (سنن الترمذي، كتاب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور، 371/3، الحديث 1055، دار الكتب العلمية)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ، فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. (44)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ جب میں اپنے اُس گھر میں داخل ہوتی جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے باپ موجود ہیں، تو میں پردے کے خاص اہتمام کے بغیر ہی چلی جاتی اور کہتی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد پھر جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُن کے ساتھ دفن ہو گئے تو میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا اور شرم کرتے ہوئے خوب اچھی طرح پردہ کر کے داخل ہوتی تھی۔

اِس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اِس حدیث کے سارے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۱۵۴ و مسند احمد، جلد ۶، صفحہ ۲۰۲)

فائدہ: اِسی حدیث کی شرح میں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ودریں حدیث دلیلے واضح ست برحیات میت و علم وے و آنکہ واجب است احترام میت نزد زیارت وے خصوصاً صالحان ومراعات ادب برقدر مراتب ایشاں است چنانچہ درحالت حیات ایشاں بود۔ زیرا کہ صالحاں را مدد بلیغ ست مرزیارت کنندگان خود را بر اندازہ ادب ایشاں۔ کذافی شرح الشیخ (اشعۃ اللمعات، جلد ۱، صفحہ ۷۲۰)

اِس حدیث میں میت کی حیات اور اُس کے علم پر واضح دلیل ہے اور میّت خصوصاً صالحین کی زیارت کے وقت اُن کا احترام اور اُن کے مرتبہ کے مناسب ادب کی رعایت اِسی طرح واجب ہے جس طرح اُن کی ظاہری حیات میں۔ اِس لئے کہ صالحین زائرین کے ادب و احترام کے مطابق اُن کی بہت زیادہ مدد فرماتے ہیں۔

(۳) مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر علامہ احمد علی سہارنپوری نے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے۔ شفاء السقام میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَسْمَعُ صَوْتَ الْوَتَدِ يُوتَدُ، وَالْمِسْمَارِ يُضْرَبُ فِي بَعْضِ الدُّورِ الْمُطِيفَةِ بِمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتُرْسِلُ إِلَيْهِمْ: لَا تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (45) (شفاء السقام صفحہ ۲۰۷، زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۳۰۴)

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی نظریہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبرِ انور میں جلوہ گر رہتے ہوئے بھی باہر کی آواز سماعت فرما رہے ہیں، تبھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیل ٹھونکنے والوں کو تہدیدی (سخت تنبیہ پر مشتمل) پیغام روانہ فرمایا۔

مسلم شریف میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سکھاتے تھے جب قبرستان میں جاؤ تو اہلِ قبور کو یوں سلام کیا کرو:

"السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ، وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَلَاحِقُونَ،

---

44) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الأدب، باب ما جاء في الحياء والنهي عن الملاحاة، 371/3، الحديث 12704، مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414هـ، 1994م)

45) (شفاء السقام في زيارة خير الأنام صلى الله عليه وآله للتقي الدين السبكي، الفصل الرابع قد عرفت مقالات الناس في سائر الموتى وفي الشهداء، ص206، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، 1952م)

(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد العاشر، الفصل الثاني: في زيارة قبره الشريف ومسجده المنيف، 193/12، دار الكتب العلمية، بيروت—لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ."[46] (رواہ مسلم)

ترمذی میں حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منوّرہ کے قبرستان سے گزرتے تواُن کی طرف اپنا چہرہ پاک کرتے اور فرماتے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ ،يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ ،أَنْتُمْ سَلَفُنَا ، وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ .[47]

یعنی اے قبروں والوں! تم پر سلام ہو، اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے اگلے ہو ہم تمہارے پیچھے۔

دیکھئے اِن احادیث میں تمام اَہلِ قبور کو "عَلَيْكُمْ " ضمیرِ مخاطب سے سلام کیا گیا ہے۔ اگر مردے سنتے نہیں یہ "عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ " کے الفاظ کے کیا معنی ہوئے۔ ہمارے اِس عقیدہ کی تائید اپنے ہی علماء سے سن لیجئے دیکھئے:

دستور المتقی صلوۃ النبی اہل حدیث صفحہ ۲۰۰ پر یہی حدیث درج کی اور اِس کا ترجمہ یوں لکھا، "یعنی سلام ہے تم پر اے ایماندار اور مسلمان گھر والو ان شاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں، ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔"[48]

نبی پاک ﷺ کی کرم گستریاں: حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

(۱) رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وسلم فِيمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا هَذَا؟ قَالَ: «هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ وَلَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ» فأحصي ذَلِك الْوَقْت فأجد قبل ذَلِكَ الْوَقْتِ[49]

میں نے نبی اکرم ﷺ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا، آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور غُبار آلود (گردو غبار سے بھرے ہوئے) ہیں، دستِ مبارک میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے، میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: "یہ حسین اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے اور میں اُسے آج اُٹھاتا رہا ہوں۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اُس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُسی وقت شہید کئے گئے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت، صفحہ ۵۷۲، مسند احمد جلد ۱، صفحہ ۲۴۲)

اِس حدیث کے متعلق غیر مقلد ناصر الدین البانی کہتے ہیں: "إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ" یعنی اِس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ بتحقیق ناصر الدین البانی، جلد ۱، صفحہ ۱۷۴۲)

اِسی حدیث کے متعلق امام قرطبی فرماتے ہیں: "وَهَذَا سَنَدٌ صَحِيحٌ لَا مَطْعَنَ فِيهِ ."[50] یعنی یہ سند صحیح ہے اِس میں کسی قسم کا طعن نہیں ہے۔ (التذکرہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

---

46) (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، 671/2، الحديث 975، دار إحياء الكتب العربية)

47) (سنن الترمذي، كتاب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما يقول الرجل إذا دخل المقابر، 369/3، الحديث 1053، دار الكتب العلمية)

48) (دستور المتقی المعروف صلوۃ النبی از عبد السلام بستوی، کتاب الجنائز، دسویں فصل قبروں کی زیارت کے بیان میں، ص ۱۴۲، نایاب برقی پریس، چاوڑی بازار، دہلی)

49) (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل، الفصل الثالث، 1741/3، الحديث 6181-[47]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

(مسند الإمام أحمد، ومن مسند بني هاشم، مسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب عن النبي صلى الله عليه وسلم، بداية مسند عبد الله بن العباس، 283/1، الحديث 2549، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

50) (التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة للقرطبي، كتاب الفتن والملاحم وأشراط الساعة، باب ما جاء في بيان مقتل الحسين رضي الله عنه ولا رضي عن قاتله، 281/2، المكتبة العصرية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1423 هـ 2003 م)

فائدہ: اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت روز یعنی ۱۰ محرم ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں تشریف فرما تھے۔

"مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي."[51] (بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳۵)

یعنی جس شخص نے میری خواب میں زیارت کی وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا، شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

"مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي."[52] (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۶)

یعنی جس نے خواب میں میری زیارت کی اُس نے یقیناً میری ہی زیارت کی ہے۔ اِس لئے کہ شیطان میری مشابہت نہیں اختیار کر سکتا۔

پس معلوم ہوا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جو اُس وقت مکہ شریف میں تھے) نے خواب میں یقیناً نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کی زیارت کی تھی اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہی فرمایا کہ آج حسین اور اُس کے ساتھیوں کا خون اُٹھا تا رہا ہوں۔

جو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے وصال کے ۵۰ سال بعد میدانِ کربلا میں پہنچ سکتے ہیں وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آج بھی کسی جگہ بھی جلوہ گری کر سکتے ہیں۔

(۲) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: ثُمَّ أَتَيْتُ عثمان لِأُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأَخِي، رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْخُوخَةِ فَقَالَ: يَا عثمان حَصَرُوكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: عَطَّشُوكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَأَدْلَى لِي دَلْوًا فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوِيتُ حَتَّى إِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا، فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُ، فَقُتِلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ. انْتَهَى.[53] (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

دیوبندی حکیم الامّت تھانوی صاحب نے بھی اِس کو یوں لکھا: ”عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محاصرہ میں تھے میں آپ کے سلام کے لئے آیا۔ فرمایا: مرحبا اے بھائی میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اِسی گلی میں دیکھا ہے، فرماتے ہیں کہ اے عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جس میں پانی تھا، میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا، پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کروں اور اگر چاہو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا میں نے اُسی کو اختیار کر لیا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس روزہ افطار کروں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی روز شہید کر دیئے گئے۔“[54] (جمال الاولیاء، صفحہ ۶۰)

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

---

51) (صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، 2567/6، الحديث 6592، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

52) (صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، 2568/6، الحديث 6593، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

53) (الحاوي للفتاوي، الفتاوى الصوفية، تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي والملك، 315/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004م)

54) (جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی، ص 60، مکتبہ اسلامیہ، بلال گنج، لاہور)

فائدہ: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور ہے اور کُتُبِ حدیث میں سند کے ساتھ روایت ہے اور اِسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ مناوی کہتے ہیں کہ مصنف یعنی ابن باطیس نے اِس کو بیداری ہی میں دیکھنا قرار دیا ہے ورنہ اِس کا کرامتوں میں شمار کرنا صحیح نہ ہوتا، کیوں کہ خواب دیکھنے میں تو سب کے سب برابر ہیں اور پھر وہ خلافِ عادت بھی نہیں ہوتا کہ جسے کرامتوں میں شمار کیا جاسکے اور نہ وہ لوگ جو اولیاء کی کرامتوں کا انکار کرتے ہیں اس کا انکار کرسکتے ہیں۔[55]

(جمال الاولیاء صفحہ ۶۰)

انتباہ: علامہ سیّد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی وفات شریف کے بعد متعدد کاملینِ اُمّت نے عالمِ بیداری میں زیارتِ اقدس اور اخذ (فیض) کا شرف حاصل کیا ہے۔[56] (روح المعانی صفحہ ۳۵)

(۳) **نبی اکرم ﷺ کا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لانا:** علامہ آلوسی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: شیخ سراج الدین ابن ملقن نے "طبقات الاولیاء" میں فرمایا ہے کہ شیخ عبد القادر گیلانی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ظہر سے پہلے دیکھا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "اے میرے بیٹے تو خطاب کیوں نہیں کرتا؟" میں نے عرض کیا: "اباجان میں عجمی ہو کر بغداد کے فُصحاء کے سامنے کس طرح خطاب کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اپنا منہ کھولو" میں نے منہ کھولا تو آپ ﷺ نے اُس میں سات (۰۷) مرتبہ تھوک مبارک ڈالا اور ارشاد فرمایا: "لوگوں سے خطاب کرو اور اُنہیں حکمت اور مواعظِ حَسنہ سے اپنے رب کے راستہ کی دعوت دو۔" پھر ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھ گیا کثیر خلقت بھی حاضر ہوگئی لیکن میری تقریر میں رکاوٹ پیدا ہوگئی پھر میں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا کہ وہ مجلس میں میرے سامنے جلوہ گر ہیں، اُنہوں نے فرمایا کہ بیٹے تو وعظ کیوں نہیں کہتا؟ تو میں نے عرض کیا: اباجان میری تقریر میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے، تو آپ نے فرمایا: منہ کھولو، میں نے منہ کھولا، تو آپ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں تھوکا۔ میں نے عرض کیا آپ نے سات کا عدد کیوں نہیں مکمل فرمایا؟ تو اُنہوں نے فرمایا: رسولِ اکرم ﷺ کا ادب کرتے ہوئے۔[57] (تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ صفحہ ۵۳، الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

(۴) **امام جلال الدین سیوطی کے متعلق تھانوی صاحب کی رائے:** "اِس اُمت میں ایسے ایسے اہل اللہ (اللہ والے) گزرے ہیں کہ حضور ﷺ کا اُن کو ہر وقت مشاہدہ (دیدار) رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرمادیتے کہ یہ حدیث ہے یا نہیں۔ کسی نے پوچھا: "(یہ کیسے معلوم کرتے ہیں؟)" فرمایا: "میں حدیث سن کر

---

55) (جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی، ص60، مکتبہ اسلامیہ، بلال گنج، لاہور)

56) (تفسير الألوسي، تفسير سورة الأحزاب، تفسير قوله تعالى ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله، 35/22، دار إحياء التراث العربي)

57) (الحاوي للفتاوي، الفتاوى الصوفية، تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي والملك، 312/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004 م)

(تفسير الألوسي، تفسير سورة الأحزاب، تفسير قوله تعالى ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله، 35/22، دار إحياء التراث العربي)

حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر نظر کرتا ہوں، اگر بشاش (خوش وخرم) پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے، اور اگر مُنقبض (سنجیدہ وناپسندیدگی کی حالت میں) دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔"[58] (افاضات الیومیہ، جلد۷، صفحہ ۱۰۹)

اگر امام سیوطی اور علامہ آلوسی سرکارِ دوعالم ﷺ کی غوثِ پاک کے پاس تشریف آوری تسلیم کرکے بھی "رحمۃ اللہ علیہ" کے لقب سے حقدار ہیں اور تھانوی صاحب امام سیوطی کے لئے ہر وقت سرکارِ دوعالم ﷺ کا مشاہدہ تسلیم کرکے بھی مخالفین کے ہاں "حکیم الامت" کے منصب پر فائز رہ سکتے ہیں تو اَہلِ سنّت نے ایسا کون سا قصور کر دیا ہے کہ یہی بات تسلیم کرنے پر ہمیں بے دھڑک مشرک قرار دیا جاتا ہے۔

(۵) نبی اکرم ﷺ کا سماعت:

قرآن حکیم کے لئے تشریف لانا: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب کی روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ایک روز وہ بزرگ اور سیّد عبد اللہ صاحب دونوں قرآن کا دور کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت، سبز پوش گروہ ظاہر ہوے۔ اُن کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر اُن قاریوں کی قرأت کو سنا اور کہا: "بَارَكَ اللهُ فِيكَ. أَدَّيْتَ حَقَّ الْقُرْآنِ." اور مُراجعت (واپسی) فرمائی۔ اُن عزیزوں (محترم ہستیوں) کی عادت تھی کہ قرآنِ مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے۔ جب سورت ختم کر لی تو سیّد عبد اللہ سے پوچھا: "وہ کون لوگ تھے؟ اُن کی ہیبت (رعب وجلال) سے میرا دل کانپ اُٹھا، لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہیں ہوا۔" سیّد عبد اللہ نے کہا: "(یہ) اس قسم کے لوگ تھے (جو بہت باوقار اور جلال والے ہوتے ہیں)۔ جب اُن کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا، میں نے اُٹھ کر تعظیم کی۔"

اِسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی اِسی وَضع (حلیے وانداز) کا آیا اور کہا: "گذشتہ رات حضور ﷺ اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی، جو جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے، تعریف فرما رہے تھے کہ علی الصبح (صبح سویرے) میں اُس سے ملوں گا اور اُس کی قرأت سنوں گا۔ آپ تشریف لائے یا نہیں؟ اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے؟" اُن دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے، لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف (لکھنے والے) کا گمان ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: "اِس واقعہ کے بعد مدّتِ دراز (لمبے عرصے) تک اُس جنگل سے خوشبو آتی تھی۔"[59] (انفاس العارفین صفحہ ۲۴)

(۶) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دهلوی پر کرم نوازی: کمالاتِ عزیزی میں ہے: "جناب مولانا صاحب! اول سال (پہلے سال) جو کلام مجید حفظ کرکے سنایا تھا، نمازِ تراویح ہو چکی تھی، اُس عرصہ (مدت) میں ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر (لوہے کا حفاظتی لباس) وغیرہ لگائے، برچھا (نیزہ) ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور کہا: "حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟" جو وہاں تھے، سب نے دوڑ کر اُن کو گھیر لیا اور پوچھا: "حضرت! یہ کیا تقریر (بات) ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟" اُنہوں نے فرمایا: "میرا نام ابوہریرہ ہے۔

---

58) (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 170: حکایت حضرت شاہ عبد العزیز دباغ، 7/139، ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان، پاکستان)

59) (انفاس العارفین (مترجم) از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجالسِ قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، ص 53، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، محرم 1428ھ / جنوری 2007ء)

جناب سیّد عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم عبد العزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے، پھر مجھ کو ایک کام کے واسطے (سبب) بھیج دیا، اُس سبب سے دیر میں آیا۔ "یہ بات کہہ کر غائب (نظر سے اوجھل) ہو گئے۔"[60]

(مجموعہ کمالات وحالاتِ عزیزی صفحہ ۱۹، مصنف حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، مرتب مولوی ظہیر الدین صاحب ولی اللہی، نبیرہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی)

بیدار بخت نامی ایک شخص کا قتل کے بعد گھر آنا: تھانوی صاحب ہی لکھتے ہیں: "مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہو گئے تھے جن کا نام بیدار بخت تھا، وہ دیوبند کے رہنے والے تھے، اُن کی شہادت کی خبر آچکی تھی، اُن بیدار بخت کے والد حسبِ معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات کو تہجد کی نماز کے لئے اُٹھے تو گھر کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی اور پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا تو دروازہ کھولا دیکھا تو اُن کے متعلق تو معلوم ہو چکا تھا کہ شہید ہو چکے ہیں یہ کیسے آ گئے۔ بیدار بخت نے کہا جلدی کوئی فرش وغیرہ بچھایئے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب اور سیّد صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں اُن کے والد نے فوراً ایک بڑی چٹائی جو نئی خریدی تھی بچھا دی۔ ایک مجمع اُس فرش پر آبیٹھا بیدار بخت سے اُن کے والد نے کہا: تمہارے کہاں تلوار لگی؟ اُنہوں نے اپنا ڈھاٹا (منہ لپیٹنے کا کپڑا) کھولا اور اپنا نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے باپ کو دکھلایا کہ یہاں تلوار لگی تھی، اُن کے باپ نے کہا: باندھ لو مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ تھوڑی دیر بعد یہ سب حضرات واپس تشریف لے گئے، صبح کو بیدار بخت کے والد کو شُبہ ہوا کہ یہ کہیں خواب تو نہ تھا مگر چٹائی پر دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے، یہ وہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرتے ہوئے اُن کے والد نے دیکھے تھے اُن قطروں کے دیکھنے سے وہ سمجھے کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے۔ اِس قصہ کی خبر جب مولانا یعقوب نانوتوی کے والد ماجد مملوک علی صاحب نے سنی تو وہ اُس قصہ کی تحقیق کے لئے نانوتہ سے دیوبند تشریف لائے اور بیدار بخت کے والد صاحب سے اُس قصہ کو سنا۔

مولانا یعقوب صاحب کے والد نے مولانا یعقوب صاحب سے کہا اور مولانا یعقوب صاحب نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا اور بیدار بخت کے والد بھی بزرگ اور تہجد گزار تھے اِس حکایت کے سب راوی عالم اور بزرگ ہیں بجز (سوائے) میرے۔"[61] (افاضاتِ الیومیہ، جلد ۱۰، صفحہ ۲۰۹)

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ "پردادا صاحب کی شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اِسی طرح روز آیا کریں گے۔ لیکن اُن کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی

---

60) (کمالاتِ عزیزی از مولوی ظہیر الدین سید احمد صاحب ولی اللہی، نبیرہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، حکایت 29، ص 22، اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

61) (ملفوظات حکیم الامت، ملفوظ 153: بعد شہادت بیدار بخت مرحوم کا عجیب واقعہ، 10 / 273، ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان، پاکستان)

کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شُبہ کریں اِس لئے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔"[62] (اشرف السوانح جلد ا صفحہ ۱۵)

ابدال: "محمد الحضرمی مجذوب (اللہ کے عشق میں محو) ابدال (اللہ کے برگزیدہ بندوں) میں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں (خارقِ عادت اعمال) میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس (۳۰) شہروں میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت (ایک ہی وقت میں) پڑھا ہے۔ اور (اسی طرح) کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب (رات) میں شب باش (قیام فرما) ہوتے تھے۔"[63] (جمال الاولیاء، صفحہ ۱۸۸)

انبیاء علیہم السلام: شبِ معراج حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی۔

فائدہ: نماز پڑھنا انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي، أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ، وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي، أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ -يَعْنِي نَفْسَهُ-، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ، هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ.[64] (رواہ مسلم)

اور میں نے اپنے نبیوں کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، وہ درمیانہ قد گھونگھریالے بال والے ہیں۔ گویا شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اُن سے قریباً ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں، اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ سب میں زیادہ اُن کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے اُن کی امامت کی۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو گیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا: اے محمد یہ آگ کے خزانچی "مالک" ہیں، اِنہیں سلام کیجئے! میں نے اُن کی طرف توجہ کی تو اُنہوں نے مجھ کو سلام کرنے سے ابتداء کی۔ (مسلم)

اِس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء زندہ ہیں ورنہ نماز پڑھنے کا کیا معنیٰ۔

عقیدہ فُضلائے دیوبند وجُملہ عُلمائے اَمصار: المہند علی المفند (یعنی عقائد علمائے دیوبند) یاد رہے اِس کتاب کی ترتیب ربیع الاول ۱۳۲۹ھ میں اُس وقت ہوئی جب اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے علماءِ حرمین طیبین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کو علماء دیوبند کے عقائد اُن کی کتابوں سے دکھائے کہ وہ حیاۃ النبی کے منکر ہیں۔ علماءِ حرمین نے دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا تو مولوی خلیل احمد دیوبندی نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جا کر اپنے عقائد علماءِ حرمین کو سنائے جو کتابی شکل میں "عقائد علمائے دیوبند" کے نام سے مشہور ہے۔

---

62) (اشرف السوانح 1/40، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان، پاکستان)

63) (جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی، ص188، مکتبہ اسلامیہ، بلال گنج، لاہور)

64) (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال، 157/1، الحديث 172، دار إحياء الكتب العربية)

صفحہ ۱۶ سوال ۵: کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب: "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے (دنیا کی طرح ہے) بلامکلف (ذمہ داریوں سے آزاد) ہونے کے اور یہ حیات مخصوص (خاص) ہے۔ آں حضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، یہ حیات برزخی نہیں ہے (یعنی عام برزخی زندگی جیسی نہیں ہے)۔ جو حاصل ہے (نصیب ہے) تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔"[65]

اِس کی تصدیق دارالعلوم دیوبند کے نامور مہتمم (منتظم اعلیٰ) قاری محمد طیب کی زبانی سنیئے۔

خدام الدین ۱۹۶۲ء ۱۳ جولائی صفحہ ۶ بعنوان مسئلہ حیاۃ النبی، برزخ (دنیا و آخرت کے درمیان کا مرحلہ) میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور و معروف اور جمہور (اکثر) علماء کا اجماعی (اجماع شدہ) مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسبِ عقیدہ (عقیدے کے مطابق) اہلسنّت و جماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اِس تفصیل سے قائل (ماننے والے) ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ ہیں اور اُن کے اجسام (بدن) کے ساتھ اُن کی ارواحِ مبارک (مقدس روحوں) کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی (دنیا کی زندگی) میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول (مصروف) ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور اُنہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبورِ مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا سلام و صلوٰۃ بھی سنتے ہیں وغیرہ۔

علماءِ دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب و سنّت سے وراثتاً (وراثت کے طور پر) پایا ہے اور اِس بارے میں اُن کے سوچنے کا طرز بھی مُتوارث (چلا آنے والا) ہی رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بھی عقیدہ سن لیجئے۔ فیوض الحرمین صفحہ ۴۸ پر ہے:

وَإِنَّهُ الَّذِي أَشَارَ إِلَيْهِ ﷺ بِقَوْلِهِ: إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يَمُوتُونَ، وَإِنَّهُمْ يُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فِي قُبُورِهِمْ، وَإِنَّهُمْ أَحْيَاءٌ، إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ، وَلَمْ أُسَلِّمْ عَلَيْهِ قَطُّ إِلَّا فَانْكَشَفَتْ، وَانْبَسَطَتْ، وَانْشَرَحَتْ، وَتَبَدَّى، وَظَهَرَ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ.[66]

اور یہی وہ بات ہے کہ جس کی طرف آپ نے اپنے قول مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو موت نہیں آیا کرتی۔ وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھا کرتے اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہوا کرتے ہیں اور جس وقت بھی میں نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا تو آپ ﷺ مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح (خوشی کا اظہار) فرمایا اور ظہور فرمایا اور یہ سب باتیں اِس لئے ہیں کہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قُدّس سرہ کتاب مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۷۵ تمام عالمِ اسلام کا عقیدہ نقل کرتے ہیں:

وصل ابدانکه حیات انبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین متفق علیه است میاں علماء ملت و ہیچ کس را خلاف نیست کاترو قوتیرزوجود حیات شہدا و مقاتلین فی سبیل الله که آن معنوی آخروی است عندالله c است واحادیث و آثاردراں و اقع شده چنانچه مذکورگرددیکی ازحدیث است که ابویعلی بتفل ثقات ازرو ایت انس بن مالک رضی الله عنهما آورده قال قال رسول الله ﷺ۔ (الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ الحدیث)

---

65) (المہند علی المفند، پانچواں سوال، ص 35، نفیس منزل، ۷۷/۳، کریم پارک، لاہور)

66) (فیوض الحرمین مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مشہد نہم، ص 32، تاجران کتب، مالی محلہ ممبئی، ہند)

جان لو کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر تمام علماءِ اُمّت کا اتفاق (اجماع) ہے، اِس مسئلہ میں کسی نے اختلاف (اختلافِ رائے) نہیں کیا۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی قوّی (زیادہ مضبوط و برتر) ہے، اُن کی زندگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معنوی (روحانی، باطنی) اور اُخروی (آخرت کی) ہے، اور انبیاء کی زندگی حِسی (محسوس ہونے والی، جسمانی) اور دنیاوی (دنیا کی طرح) ہے، جس پر احادیث و آثار (نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے اقوال و افعال) موجود ہیں۔ چنانچہ ابو یعلی ثِقات (قابلِ اعتماد راویوں) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اکرم ﷺ نے: انبیاء علیہم السلام اپنی نورانی (روشن و مبارک) قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں ادا فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بار حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ حاضری کا دن ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اُس کا درود شریف مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اُس سے فارغ ہو جائے۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا موت کے بعد بھی؟

فرمایا: "قَالَ: إِنَّ اللهَ بَعْدَ الْمَوْتِ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ."[67] رواه ابن ماجه

یعنی اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اُن کو روزی دی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ شریف، صفحہ ۱۱۹)

فائدہ: یہ حیاتِ انبیاء کی چمکتی ہوئی دلیل ہے کیونکہ جب صحابہ موت کا لفظ عرض کرتے ہیں تو اُس کے جواب میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں نہ صرف اپنی حیات کا اظہار فرمایا بلکہ ''نَبِيُّ اللهِ حَيٌّ'' مطلق ہے اِس سے جملہ (تمام) انبیاء مراد ہو سکتے ہیں۔

حکایت: کتاب الروح میں اِبنِ القیم نے لکھا ہے کہ حضرت مصعب بن جثامہ اور عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بھائی چارہ تھا۔ حضرت مصعب نے حضرت عوف سے فرمایا کہ بھائی! ہم میں سے جو پہلے انتقال کرے، اُسے چاہیے کہ وہ دوسرے بھائی سے ملاقات کرے اور اُس کے حالات سے آگاہی بخشے (خبردار کرے)۔ اتفاقاً حضرت مصعب کا پہلے انتقال ہوا۔ چند دنوں کے بعد حضرت عوف نے اُن سے پوچھا: کہو بھائی! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا کہ مشقت (تکلیف) کے بعد میری مغفرت (بخشش) فرمائی۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ میں نے مصعب کی گردن پر ایک سیاہ ٹیکا (کالا نشان) دیکھا، اُس کے متعلق دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ یہ داغ ہے اُن دس اشرفیوں (سونے کے سکے) کا، جو میں نے فلاں یہودی سے قرض لی تھیں اور واپس نہ کر سکا۔ ہاں بھائی! وہ دس اشرفیاں میرے ترکش (تیر رکھنے کی تھیلی) میں رکھی ہوئی ہیں، تم وہ اشرفیاں اُس یہودی کو دے دینا۔

اے عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے مرنے کے بعد جتنے واقعات اور حوادِث (حادثات) واقع ہوئے یا آئندہ ہوں گے، اُن سب سے میں آگاہ (باخبر) ہوں، یہاں تک کہ مجھے اپنی پیاری بلی کے مرنے کی بھی خبر ہے۔ اور اے عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میری بیٹی چھ دن تک مر جائے گی، اُس سے اچھا سلوک کرنا۔

حضرت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: علی الصبح (صبح ہوتے ہی) میں حضرت مصعب کے گھر پہنچا اور اُن کا ترکش منگا کر دیکھا، تو اُس کے اندر سے ایک ہمیانی (چھوٹی تھیلی) نکلی، جس میں دس اشرفیاں تھیں۔ وہ میں نے یہودی کو دیں، جن کو دیکھ کر وہ یہودی چلا اُٹھا کہ یہی وہ اشرفیاں تھیں جو مجھ سے حضرت مصعب نے قرض لی تھیں۔ پھر میں نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سے پوچھا کہ بھائی مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد گھر میں

---

[67] (سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، 524/1، الحديث 1637، المكتبة العلمية)

کوئی حادثہ ہوا ہے؟اُنہوں نے وہ تمام واقعات بیان کیے جو حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیے تھے، یہاں تک کہ چند روز پہلے کا یہ حادثہ بھی ذکر کیا کہ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک پیاری بلی تھی، وہ بھی مر گئی۔ میں نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کو دیکھا، جو کھیل رہی تھی، مگر اُسے بخار تھا۔ اُس کی ماں کو میں نے تاکید (سختی سے تاکید) کی کہ بچی کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا اور اُس کو ناراض نہ کرنا۔ آخرکار، حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے کے مطابق، اُن کی بیٹی چھٹے دن اللہ کو پیاری ہو گئی۔ [68]

حکایت:

وَأَخْرَجَ إِبْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ رُبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: أَتَيْتُ فَقِيلَ لِي قَدْ مَاتَ أَخُوكَ. فَجِئْتُ سَرِيعًا وَقَدْ سُجِّيَ بِثَوْبِهِ. فَأَنَا عِنْدَ رَأْسِ أَخِي أَسْتَغْفِرُ لَهُ وَأَسْتَرْجِعُ، إِذْ كُشِفَ الثَّوْبُ عَنْ وَجْهِهِ. فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقُلْنَا: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ. سُبْحَانَ اللّٰهِ. قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ. إِنِّي قَدْ مِتُّ عَلَى اللّٰهِ بَعْدَكُمْ. فَتَلَقَّيْتُ بِرُوحٍ وَرَيْحَانٍ. وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانٍ. وَكَسَانِي ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ. وَوَجَدْتُ الْأَمْرَ أَيْسَرَ مِمَّا تَظُنُّونَ. وَلَا تَتَّكِلُوا. وَإِنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أُخْبِرُكُمْ وَأُبَشِّرُكُمْ. اِحْمِلُونِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِنَّهُ عَهْدٌ إِلَيَّ أَنْ لَا أَبْرَحَ حَتَّى آتِيهِ. ثُمَّ طَفَا مَكَانَهُ. [69]

أَلَا وَإِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ. فَعَجِّلُوا بِي وَلَا تُؤَخِّرُونِي. ثُمَّ طَفَا. فَنَمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. فَقَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَتَكَلَّمُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ الْمَوْتِ. قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: حَدِيثٌ مَشْهُورٌ. وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ. وَقَالَ: صَحِيحٌ لَا شَكَّ فِي صِحَّتِهِ.

ربعی بن خراش فرماتے ہیں: میرے بھائی ربیع کا انتقال ہو گیا، مجھے خبر ہوئی تو میں دوڑتا ہوا اُن کے پاس پہنچا۔ میں اُن کے سرہانے (سر کے قریب) بیٹھ گیا اور اُن کے لیے دعائے مغفرت (بخشش کی دعا) کر رہا تھا کہ ناگہاں (اچانک) اُنہوں نے اپنا منہ چادر سے باہر نکالا اور کہا: السلام علیکم۔ ہم نے جواب میں کہا: وعلیک السلام، اور تعجب (حیرانی) سے سبحان اللہ پڑھا۔ تب وہ بولے: سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کی جناب (بارگاہ) میں پہنچا اور رحمت (اللہ کی مہربانی) اور جنت کی خوشبو پائی اور اپنے رب کو اپنے سے راضی (خوش) پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے عمدہ (بہترین) سبز ریشمی لباس کا خِلعت (عزت کا لباس) عطا فرمایا، اور جو تمہارا گمان (خیال) تھا، میں نے اُس سے بھی زیادہ آسانی پائی۔ تم اپنے عمل پر بھروسہ (اعتماد) نہ کرنا اور نیک کاموں سے غفلت (لاپرواہی) نہ برتنا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ تمہیں یہاں کی خبر (اطلاع) کر آؤں اور اِن نعمتوں کی بشارت (خوشخبری) دے آؤں۔ میرا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جلدی لے جاؤ، وہ مجھ پر نماز پڑھنے کے منتظر ہیں۔ میری تجہیز و تکفین (کفن دفن کی تیاری) میں عُجلت (جلدی) کرنا، دیر مت کرنا۔ یہ کہہ کر وہ پھر ٹھنڈے (ساکن) ہو گئے۔ جب یہ واقعہ جنابِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَتَكَلَّمُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ الْمَوْتِ [70]

بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میری اُمّت میں بعض ایسے صاحبِ کرامت انسان ہونگے جو مرنے کے بعد بھی باتیں کریں گے۔

---

[68] (كتاب الروح لابن القيم. فصل ويدل على هذا أيضا ما جرى عليه عمل الناس قديما وإلى الآن. ص14. دار الكتب العلمية بيروت)

[69] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. ص76. دار المعرفة–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1996م)

[70] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور. ص77. دار المعرفة–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417هـ 1996م)

فوائد:

(۱) محبوبانِ خدا کو ادراک و شعور اور اپنے بعد واقعات کی خبر ہوتی ہے۔

(۲) ایسے واقعات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بابرکت زمانہ میں بھی وقوع پذیر ہوئے۔

(۳) مردوں کا زندوں سے ملاقات کرنا اور اُن کو پیغام دینا اور اَہلِ اسلام کا پیغام کے مطابق عمل کرنا۔

(۴) اُولیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

موت کے بعد وصیت: علامہ اِبنِ حبان نے کتاب الوصایا میں علامہ حاکم نے مستدرک میں علامہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اِرقام فرمایا کہ حضرت ثابت بن قیس نے جنگِ یمامہ میں شہادت پائی۔ آپ ایک بہترین قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے، کسی مسلمان سپاہی نے آپ کی وہ زرہ اُتار کر ایک پوشیدہ جگہ میں رکھ دی۔ حضرت ثابت ایک سپاہی کو خواب میں ملے اور کہا کہ میں تجھے ایک وصیّت کرتا ہوں اور میری اِس وصیت کو شیطانی خواب نہ سمجھنا۔ بلکہ یہ امر واقعہ ہے کہ کل میری شہادت کے بعد ایک مسلمان نے میری زرہ اُتار لی اور اُسے خیموں کے آخری کنارے پر گھوڑے باندھنے کی جگہ میں چھپادیا ہے تم اس واقعہ سے سپہ سالارِ فوج خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو میری طرف سے مطلع کر دو کہ وہ میری زرہ اُس سے حاصل کریں اور دربارِ خلافت میں پیش کریں اور تم جب بارگاہِ صدیقی میں پہنچو تو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہنا کہ مجھ پر جس قدر قرضہ ہے وہ میری زرہ اور سامان فروخت کر کے ادا کیا جائے اور میری طرف سے میرا فلاں فلاں غلام آزاد کر دیا جائے۔ [71]

چنانچہ اُن دونوں جلیل القدر ہستیوں نے اُن کی اِس اطلاع کو درست اور امر واقعی سمجھ کر اُس پر عمل کیا اور جو کچھ حضرت ثابت نے خبر دی تھی وہ لفظ بہ لفظ صحیح نکلی۔

فوائد:

(۱) یہ حضرت ثابت کی خصوصی شرافت و کرامت تھی ورنہ مرنے کے بعد کسی کی وصیت کا نفاذ نہیں سنا گیا۔

(۲) اُولیاء موت کے بعد سب کچھ جانتے پہچانتے ہیں۔

موت کے بعد سیر و سیاحت: حضور اکرم ﷺ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کے بعد مشاہدہ فرمایا کہ وہ اپنے جسم کے ساتھ فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شرح الصدور" میں تفصیل کے ساتھ اِس حیرت انگیز واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ سیّدِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کاشانۂ نبوت میں جلوہ فرماتھے اور جناب اسماء بنت عمیس (زوجۂ جعفر) بھی قریب ہی بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: وعلیکم السلام پھر حضرت اسماء کو فرمایا! تجھے تعجب ہوا ہو گا کہ میں نے کس کے سلام کا جواب دیا، اگرچہ بظاہر کہنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی (حضرت) جعفر حضرت جبریل اور میکائیل علیہم السلام کی معیت میں یہاں سے گزرے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے سلام کہا اور اپنی شہادت کا درد انگیز واقعہ سنایا اور بتایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اپنے دونوں کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں یہ دو پَر عطا فرمائے ہیں جن کے ساتھ زمین و آسمان اور جنّت میں جہاں چاہتا ہوں پرواز کرتا ہوں اور جنّت کا جو پھل چاہتا ہوں آزادی سے کھاتا ہوں۔ حضرت اسماء رضی

---

[71] (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، وصايا ثابت بن قيس في الرؤيا بعدما استشهد وإنفاذها، 4/255، الحديث 5085، دار الكتب العلمية بيروت)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص264، دار المعرفة—لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

اللہ تعالیٰ عنہا اِس واقعہ سے بے حد مسرور و شاداں (خوش) ہوئیں اور بارگاہِ رسالت پناہ میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کتنے خوش نصیب اور سعادت مند تھے کہ اُن کو یہ عظیم الشان مقام نصیب ہوا۔ اگر میں نے کسی سے یہ عجیب و غریب داستان بیان کی تو شاید کوئی یقین نہ کرے کیا ہی اچھا ہو کہ حضور ﷺ خود اپنی زبانِ فیض ترجمان سے مجمع عام میں اِس کا ذکر فرمادیں تاکہ لوگوں کو شُہداء کا صحیح مقام اور اللہ تعالیٰ کے حضور اُن کی مقبولیت معلوم ہو جائے۔ سیّدِ عالم ﷺ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اِس درخواست کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسجد مبارک میں تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور حاضرین کو اپنے بیان سے محفوظ و مسرور فرمایا۔[72]

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے زندہ ہیں۔

فیصلہ نبویہ ﷺ: سیّدِ عالم ﷺ شہدائے اُحد کی قبروں پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا:

اللّٰھُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهَدَاءُ، وَأَنَّهُ مَنْ زَارَهُمْ أَوْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوا عَلَيْهِ.[73]

(اخرج الحاکم وصححه والبیھقی فی دلائل النبوة)

اے اللہ! تیرا بندہ (مکرم) اور نبی (محترم) گواہی دیتا ہے کہ بیشک قیامت تک جو کوئی اِن کی زیارت کریگا یا اِن کو سلام کہے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

(۲) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر سال شہدائے اُحد کی زیارت کو اُن کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔ جب مزارات کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ."[74]

یعنی اے شہداءِ کرام! تم پر سلام ہے اور سلامتی تمہارے صبر کی وجہ سے کیا اچھا گھر ہے آخرت کا۔

فائدہ: معلوم ہوا مزارات پر جانا سنّت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں میں اَہلِ قُبور سنتے اور ہر ایک سوال کا جواب دیتے ہیں۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کے مبارک عہد میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عثمانِ غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی سنّتِ نبوی کے موافق شہیدوں کی زیارت کے لئے جاتے اور اُن سے سلام اور کلام فرماتے۔ حضرت سیّدۃ النساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مزارات پر تشریف لے جاتی تھیں۔[75]

---

72) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص239، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

73) (المستدرك على الصحيحين، كتاب المغازي والسرايا، رد جواب السلام من شهداء أحد وكلامهم، 570/3، الحديث 4376، دار الكتب العلمية بيروت)

(دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب غزوة أحد، باب قول الله عز وجل ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتا بل أحياء عند ربهم، 307/3، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1408هـ 1988م)

74) (دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب غزوة أحد، باب قول الله عز وجل ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتا بل أحياء عند ربهم، 309/3، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1408هـ 1988م)

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل السابع في فضل أحد والشهداء به، تسمية شهداء أحد، 112/3، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى–1419هـ)

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص208، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

75) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص208، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

(۴)حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہداءِ اُحد کی زیارت کو جاتے تو اپنے ساتھیوں کو فرماتے تھے کہ تم کیوں سلام نہیں کرتے ایک ایسی قوم پر جو تمہارے سلام کا باقاعدہ جواب دیتی ہے۔[76]

حکایت: فاطمہ خزاعیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم دونوں بہنیں شام کے وقت شہداءِ اُحد کے مزارات پر حاضر ہوئیں، میں نے بہن سے کہا کہ آؤ پہلے امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دیں۔ جب ہم مزار پر حاضر ہوئیں تو یوں سلام عرض کیا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا عَمَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

تو سیّد الشہداء نے ہمارے سلام کا یوں جواب دیا: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ.

یہ پُر کیف آواز قبر کے اندر سے آئی جس کو ہم دونوں نے اپنے کانوں سے سنا۔[77] (وفاء الوفا)

فائدہ: مذکورہ بالا روایت کے فوائد:۔

(۱)نیکوں اور شہیدوں کی زیارت کے لئے جانا جنابِ مصطفیٰ ﷺ کی سنّت اور آپ کے خلفائے راشدین کا معمول ہے۔

(۲)زمانۂ نبوت میں مَردوں کے علاوہ عورتیں بھی مزاراتِ مقدّسہ پر حاضر ہوتی تھیں۔

(۳)مردوں کو شعور اور ادراکِ تام ہوتا ہے وہ زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور اُن کے سلام کا جواب احسن طریق(اچھے انداز) سے دیتے ہیں۔

(۴)إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. کے ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں کسی خاص وقت کے ساتھ مُقیّد اور مخصوص نہیں بلکہ قبر میں اُن کی زندگی بھی ہر وقت ہے اور اُن کی زیارت کے واسطے جانا بھی ہر وقت جائز اور صحیح ہے۔

(۵)اِس سے اَعراس کی حاضری کا بھی ثبوت ملا(محبوبانِ خدا قبور میں نماز پڑھتے ہیں) ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق عبادتیں کرتے ہیں چنانچہ:

أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ: عَنْ جُبَيْرٍ قَالَ: أَنَا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَدْخَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ لَحْدَهُ، وَمَعِي حُمَيْدُ الطَّوِيلُ، فَلَمَّا سَوَّيْنَا عَلَيْهِ اللَّبِنَ سَقَطَتْ لَبِنَةٌ، فَإِذَا أَنَا بِهِ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ، وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَعْطَيْتَ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ الصَّلَاةَ فِي قَبْرِهِ فَأَعْطِنِيهَا، فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَرُدَّ دُعَاءَهُ.[78]

ابو نعیم نے حضرت جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ جب میں اور حمید الطویل دونوں مل کر حضرت ثابت البنانی کو قبر میں اتارنے لگے اور لحد کے اُوپر اینٹوں کو برابر کرکے لحد کو بند کیا تو یکدم اینٹ گر گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ ہمیشہ اپنی دعامیں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی کو تو نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا فرما۔

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا کو رد نہیں کیا بلکہ قبول فرما کر نمازِ پنجگانہ پڑھنے کا شرف عالَمِ برزخ میں بھی عطا فرمایا۔

---

[76] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص208، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[77] (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الفصل السابع في فضل أحد والشهداء به، تسمية شهداء أحد، 112/3، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى–1419هـ)

[78] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص188، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

محبوبانِ خدا قُبور میں تلاوتِ کلامِ الٰہی کرتے ھیں

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمانۂ نبوت میں ایک چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں:

ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِبَاءً عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ، وَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْمُلْكِ حَتَّى خَتَمَهَا، فَأَتَى نَبِيَّ اللهِ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ الْمُنْجِيَةُ، هِيَ الْمَانِعَةُ، تُنَجِّيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ السَّعْدِيُّ فِي كِتَابِ الرُّوحِ: هَذَا تَصْدِيقٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يَقْرَأُ فِي قَبْرِهِ، فَإِنَّ عَبْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ بِذَلِكَ وَصَدَّقَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[79] (رواہ الترمذی)

ایک صحابی نے ایک جگہ خیمہ لگایا اور اُن کو معلوم نہ تھا کہ یہاں کس کی قبر ہے ناگاہ (اچانک) قبر سے قرأت کی آواز آئی، کوئی سورہ تبارک الذی پڑھ رہا ہے۔ وہ پڑھتا رہا یہاں تک کہ اُس نے پوری سورت ختم کرلی پھر وہ صحابی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عجیب ماجرا عرض کیا۔ تاجدارِ نبوت ﷺ نے فرمایا یہی وہ مبارک سورت ہے جو نجات دینے والی ہے قاری کو اور روکنے والی ہے عذابِ قبر کو۔ امام ابو القاسم فرماتے ہیں: سرورِ عالم ﷺ کے اِس ارشادِ گرامی سے اِس امر کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے کہ اہلِ قبور عالمِ برزخ میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں کیونکہ حضرت عبد اللہ نے قصہ سنایا اور حضور ﷺ نے اُس کی تصدیق فرمائی۔

(۱) علامہ امام کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الْعَمَلُ الْمَقْبُولُ فِي زِيَارَةِ الرَّسُولِ." میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صاف دلالت کررہی ہے اِس بات پر کہ میّت ہی قبر میں سورۂ ملک پڑھتی تھی۔[80]

(۲) اِس حدیث سے واضح ہوا کہ صاحبِ مزار سے زندوں کو فیض پہنچتا ہے۔

(۳) اور وہاں کی حاضری مُوجِبِ فیض وبرکت ہے۔

(۴) تلاوتِ قرآن عظیم جس طرح پڑھنے والے کے واسطے ذریعہ نجات، کفارۂ گناہ اور ظاہری وباطنی بیماریوں کے لئے شفاءِ کاملہ ہے اِسی طرح قرآن مجید سننے والوں کے لئے بھی باعثِ فیوضات وبرکات ہے، چنانچہ صحابی نے سماعتِ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی اور زبانِ نبوت نے اُس کی تصدیق فرمائی۔

حکایت: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہاں دو شہیدوں کی قبریں ہیں جو حافظِ قرآن مجید تھے، کہتے ہیں بعض بزرگوں نے اُن کی قبروں سے تلاوتِ قرآن مجید کی آواز سنی ہے جو آپس میں دور کرتے تھے۔[81] (اخبار الاخیار)

حکایت: اخبار الاصفیاء میں حافظ محمود بلگرامی قُدّس سرہ جو اپنے وقت کے برگزیدہ شیخ تھے اُن کے متعلق تحریر ہے کہ ہر شبِ جمعہ کو اُن کے مرقدِ مُنوّر سے قرآن خوانی کی دلنواز آواز کاملین کو سنائی دیتی ہے۔[82]

---

79) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص188، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

80) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص188، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

81) (أخبار الأخيار في أسرار الأبرار، طبقۂ اول، شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ علیہ، ص89)

82) (فتاوى رحيميه، 118/7، 1968م، مكتبه رحيميه، سورت، گجرات، ہند)

فائدہ: وَأَخْرَجَ إِبْنُ أَبِي الدُّنْيَا عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا مَاتَ وَقَدْ بِهِ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَتَعَلَّمْهُ، بَعَثَ اللهُ إِلَيْهِ مَلَائِكَةً يَحْفَظُونَهُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْهُ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ قَبْرِهِ.[83]

جو شخص صدقِ نیت اور ہمت سے قرآن شریف کو یاد کرنا شروع کردے اگر زندگی میں یاد نہ کرسکے تو بعدِ وفات حق تعالیٰ اس کی قبر میں اُسے قرآن شریف عطا فرمائے گا اور فرشتوں کو مقرر کرے گا کہ وہ اُسے یاد کرائیں حتیٰ کہ قیامت میں حافظ ہو کر اُٹھے گا۔

(۲) وَأَخْرَجَ ابْنُ مُنْدَهٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: يُعْطَى الْمُؤْمِنُ مُصْحَفًا فِي قَبْرِهِ يَقْرَأُ فِيهِ.[84]

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ قبر میں مومن کو قرآن دیا جائیگا تاکہ وہ تلاوت کرے۔

جنّت میں قرآن خوانی

حکایت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ.[85] (رواہ النسائی والحاکم والبیہقی)

یعنی میں جنّت میں داخل ہوا تو قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی پوچھا یہ پڑھنے والا کون ہے؟ کہا گیا آپ کا غلام حارثہ بن نعمان۔

حکایت: حضرت عاصم السقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بلخ میں ایک قبر کھودی گئی اور اتفاق سے اُس کے قریب ایک دوسری قبر تھی۔

فَنَظَرْتُ فَإِذَا شَيْخٌ فِي الْقَبْرِ مُتَوَجِّهٌ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَعَلَيْهِ إِزَارٌ أَخْضَرُ، وَأَخْضَرُّ مَا حَوْلَهُ، وَفِي حِجْرِهِ مُصْحَفٌ وَهُوَ يَقْرَأُ.[86]

(رواہ السہیلی وشرح الصدور)

معاًدوسری قبر کی طرف ایک کھڑکی کھل گئی۔ میں نے دیکھا ایک شیخ تخت پر قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے، سبز پوشاک زیب تن کئے ہے اور اس کے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ اُس کی گود میں قرآن مجید رکھا ہوا ہے اور وہ کیف و سرور میں ڈوبا ہوا اُس کی تلاوت کررہا ہے، یہ بزرگ شہداء میں تھے، اُن کے چہرے پر زخم بھی دیکھا گیا۔

حکایت: ابنِ مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے غابہ میں (ایک جگہ کا نام ہے) اپنے باپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا (راستہ میں) مجھ کو رات ہوگئی، تو میں نے عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر آرام کیا۔ رات کو میں نے قبر مبارک سے قرآن شریف کی آواز سنی اور اُس سے اچھی آواز میں نے کبھی سنی ہی نہیں، جب میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر اِس واقعہ کا ذکر کیا ہے تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: وہ قرآن پڑھنے والا عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔[87]

---

83) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص190، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

84) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص191، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

85) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص190، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

86) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص191، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

87) (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور ، فصل فيه فوائد، ص190، دار المعرفة –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ 1996م)

حکایت: وَفِي تَارِيخِ الْحَافِظِ الذَّهَبِيِّ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ نَصْرٍ الْخُزَاعِيِّ أَحَدَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ دَعَاهُ الْوَاثِقُ إِلَى الْقَوْلِ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ فَأَبَى، فَضُرِبَ عُنُقُهُ وَصُلِبَ رَأْسُهُ بِبَغْدَادَ، وَوُكِّلَ بِالرَّأْسِ مَنْ يَحْفَظُهُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ الْقِبْلَةِ بِرُمْحٍ. فَذَكَرَ الْمُوَكَّلُ بِهِ أَنَّهُ رَآهُ بِاللَّيْلِ يَسْتَدِيرُ إِلَى الْقِبْلَةِ بِوَجْهِهِ، فَيَقْرَأُ سُورَةَ يٰسٓ بِلِسَانٍ طَلْقٍ.[88]

یعنی حافظ ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ حدیث میں سے ہیں، سلطان واثق نے اُن سے کہا کہ قرآن شریف کو مخلوق کہو مگر اُنہوں نے انکار کیا۔ اُس ظالم انسان نے اُنہیں قتل کرا کر اُن کا سر سولی پر چڑھا دیا اور ایک شخص کو اُس سر کی حفاظت کے لئے پہرہ مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ اُس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرے رکھو۔ پاسبان کہتا ہے کہ میں نے سر کو قبلہ کی طرف سے پھیر دیا۔ پھر رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سر قبلہ کی طرف اپنا منہ پھیر کر نہایت بزبانِ فصیح سورۂ یٰسین کی تلاوت کر رہا ہے۔

اخرج ابنِ عساکر فی تاریخ بسندہ منہال بن عمرہ سے روایت ہے وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اُن دنوں دمشق میں تھا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ اقدس دمشق لایا گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص سرِ مبارک کے آگے سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب اُس نے یہ آیت پڑھی:

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ مبارک کو گویا کر دیا۔ آپ نے بزبانِ فصیح فرمایا:

أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَحَمْلِي.[89]

اے قاری! اصحابِ کہف کے قصے سے دردناک شہادت اور سر کا بے لاش شہر بہ شہر پھیر الگانا تعجب خیز ہے۔

فوائد:

(۱) اِن روایتوں سے نہ صرف شُہداء کی حَیات بعد المَمات (وفات کے بعد زندگی) ثابت ہوئی۔

(۲) یہ بھی محقق (ثابت) ہو گیا کہ اُن کو جس نیک کام کا دنیا میں شوق اور ذوق تھا، عالمِ برزخ میں وہ کام اُن کو عطا ہوتا ہے، مثلاً جس کو قرآن کی تلاوت کا شَغف تھا اُس کو قرآنِ عظیم اور جس کو نماز کا شوق تھا اُس کو نماز پڑھنے کی قوّت دی گئی وغیرہ۔

اِس طرح کے بیشمار واقعات کے لئے فقیر کی کتاب "اخبارِ اہل القبور" کا مطالعہ کیجئے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان، ۲۲ شعبان ۱۴۱۱ھ

---

[88] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص210، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)

[89] (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، فصل فيه فوائد، ص209، دار المعرفة–لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1996م)